ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۵ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ
۸ مئی ۱۹۶۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

محمد ثانی حسنی

کچھ دیر ملتزم پر

وہ جبینِ شوق اپنی وہ رکسی کے پائے ناز
سجدہ ریزی کی لطافت اشک باری کے مزے

★ ——— باب کعبہ سے حجر اسود تک دیوار کعبہ کا قریبًا دو ڈھائی گز چوڑا ایک مختصر سا حصہ جو ملتزم کے نام سے مشہور ہے، کون سا ایسا وقت ہے کہ اس پر کوئی نہ ہوتا ہو، طواف کرنے والوں نہ کرنے والوں کا مرجع اور جائے پناہ، جسے دیکھو لپٹا ہے صرف لپٹا ہی نہیں، اپنے سینے اور چہرہ کو چمٹائے ہاتھوں کو پھیلائے بے چین و بے قرار، آہ و بکا میں مصروف، کبھی اس پہلو کبھی اس پہلو کسی کل چین نہیں، بارگاہ الٰہی میں دعاؤں کی پیشی اور قبولیت دعا کی درخواست،

اب دردِ جگر ہو کے نکلتا ہے دامن سے
وہ جوش جو برسوں مرے سینے میں نہاں تھا

یہ دعاؤں کی قبولیت کی خاص جگہ ہے یہاں دعا قبول نہ ہو گی تو کہاں ہو گی خدا کا پاک گھر اس گھر کا صرف ایک دروازہ ایک چوکھٹ، اس چوکھٹ پر دعا ان سنی کیسے ہو سکتی ہے، خدا اور خدا کے رسولؐ کا وعدہ ہے اور ان وعدوں پر یقین رکھنا عین ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ملتزم ایسی جگہ ہے جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔

یہ وہ جگہ ہے جہاں خود حضورؐ چمٹے اور بار بار چمٹے، صحابہؓ کرام میں کون ایسا تھا جو نہ چمٹا ہو ——— حضرت عبداللہ بن عباسؓ یہاں کھڑے ہوئے اپنے چہرہ اور سینہ کو دیوار سے لگایا، دونوں ہاتھوں کو دیوار پر پھیلایا اور فرمایا "میں نے اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے پوری امت میں جس کو بھی حج نصیب ہوا یہاں چمٹا، رویا، بلبلایا، خدا کے سامنے ہاتھ پھیلائے اور دل کے ٹکڑے نکال کر رکھ دیئے

کون ایسا سخت دل ہے جو درد سے بھر نہ آئے اختیار سے نہیں بے اختیار آنسو نکل پڑنا۔ تعجب کی بات نہیں، ادھر لپٹا دل بھر آیا، آنکھیں اشکبار اور درد و غم کا سیلاب امنڈ آیا، جذب وکیف کا ایک عالم ہے جو بے خود بنائے ہوئے ہے ؎

جلووں کو تیرے دیکھ کے جی چاہ رہا ہے
آنکھوں میں اتر آئے مرا کیف نظر بھی

تاثیر کا یہ عالم ہر اضطراب ہو، بے چینی و بے کلی ہو، فکر و پریشانی ہو آلام و مصائب سے دل چور چور ہو، یہاں پہنچا ایسا سکون ملا، جیسے شیر خوار بچے کو اپنی ماں کی گود میں ملتا ہے، آیا، ہٹنے کو جی نہ چاہا، جی چاہتا ہے گھڑی دو گھڑی کی کیا حقیقت، ساری زندگی اسی شفقت و رحمت کی گود میں گزر جائے ؎

اے کاش نہ ہم اٹھتے در سے ترے جیتے جی
جینا بھی یہاں ہوتا، مرنا بھی یہاں ہوتا

جو جی میں آیا مانگا، دنیا مانگی، آخرت مانگی، اپنے لئے دوسروں کے لئے ہٹنے کو کسی طرح جی نہیں چاہتا، لوگوں کا اصرار ہے ہٹو جگہ دو دوسروں کو بھی موقع دو مگر سننے کی کسی فرصت، ہر طرف سے توجہ ہٹ کر ایک ہی مرکز پر مرکوز ہے، وہ ہے اور اس کا مولیٰ، کتنی مشکل سے در ہاتھ لگا ہے تو اتنی جلدی کیسے چھوڑ دے ——

؎ مدتوں میں جس کے ہاتھ آئی ہو وہ
آستیں کیوں کر تمہاری چھوڑ دے

ہزار دقتوں اور مصیبتوں سے یہاں پہنچ ہوئی، نہ معلوم کہاں کہاں سر ٹپکا جنگلوں اور بیابانوں میں بھی، تلاطم خیز سمندر پر بھی، پہاڑوں اور میدانوں میں بھی، تپتی ریت پر بھی سر جھکایا، مسجدوں کی محرابوں میں بھی التجا کی، ایسے وقت جب کہ ساری دنیا تھک تھکا کر بستر راحت پر تھی۔ چرند پرند اپنے گھونسلوں اور آشیانوں میں میٹھی نیند سو رہے تھے تاریک اور خاموش رات کے آخری حصہ میں بھی خدا کے حضور دامن پھیلایا اور خدا کا شکر اور ہزار بار شکر ہے کہ آج کئی چیزیں جمع ہیں اس کے گھر کی خاص چوکھٹ رات کا پچھلا پہر، کتنے خوش قسمت ہیں وہ جو اس نعمت عظمیٰ سے پورا فائدہ اٹھائیں یہی وجہ ہے کہ جس کو یہ دولت ملی وہ یہیں کا ہو کر رہ گیا اور ایسے عالم کیف و سرور کی سیر کرنے لگا کہ چند لمحوں کے لئے وہ دوسرے عالموں سے بے نیاز سا ہو گیا

؎ دامنِ صحرا سے اٹھنے کو جنوں کا جی نہیں
پاؤں دیوانے نے پھیلائے بیاباں دیکھ کر

اور جب ہٹے تو حسرت لئے ہوئے جیسے کچھ مانگا ہی نہیں، سیری نہ ہو سکی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی، زبانوں پر یہ الفاظ یَارَبَّ الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ یَارَبَّ الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ اعتق رقابنا، انی عبدك وابن عبدك واقف تحت بابك ملتزم بباابك متذلل بین یدیك ارجو رحمتكَ وَاخشٰی عذابك،

ترجمہ! اے بیت العتیق کے رب اے بیت عتیق کے رب ہماری گردنوں کو آزاد کر، میں تیرا بندہ ہوں، تیرے بندے، بندے کا لڑکا ہوں، تیرے در عالی پر کھڑا ہوں، تیری چوکھٹ کو تھامے ہوں۔ تیرے سامنے ذلیل و خوار ہوں۔ تیری رحمت کا امید وار ہوں اور تیرے عذاب سے خوف کھا رہا ہوں "

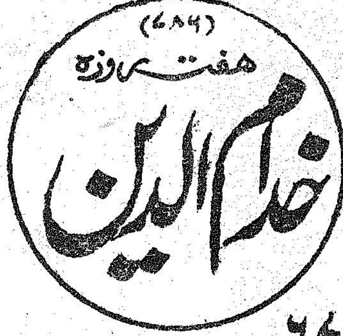
لرزاں ترساں جدا ہوئے لیکن اطمینان و سکون دل میں لئے ہوئے اور خدا کی بے پناہ شفقت و رحمت پر تکیہ کئے ہوئے اور اس یقین و اعتماد کے ساتھ دعا کرتے ہوئے۔

نہ کر عوض مرے جرم و گناہ بے حد کا!
الٰہی تجھ کو غفور رحیم کہتے ہیں!
کہیں کہیں نہ عدو دیکھ کر مجھے محتاج
یہ ان کے بندے ہیں جن کو کریم کہتے ہیں

بقیہ:- استغنا کی برکت صـ۱۹ سے آگے

لکھا اور امیر بصرہ کے دربار میں پہنچے، دربان کے ہاتھ وہ کاغذ امیر کے پاس، پہنچایا جس نے اسے بغور پڑھا اور آنسو بہائے اسی وقت حکم دیا کہ ابھی اور اسی وقت دس ہزار درہم اس مبارک خواب کے شکریہ میں خیرات کئے جائیں، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یاد فرمایا اور چار سو اشرفیاں گن کر ابھی اس شخص کو دی جائیں جو یہ کاغذ لایا ہے اور ابھی اسے میرے پاس بلا کر لاؤ تاکہ میں اس کی زیارت کروں بلکہ یہ بات مجھے زیبا نہیں ہے کہ جس نے حضورؐ کی زیارت کی ہو اسے میں اپنے پاس بلاؤں، نہیں میں خود اس کی زیارت کو حاضر ہوتا ہوں، یہ کہہ کر دوڑا ہوا اس مبارک شخص سے کے پاس آکر ملاقات سے مشرف ہوا۔ (رضوان لکھنؤ)

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
فون ۶۷۵۴۵



سالانہ چندہ
۱۱ روپے
ششماہی چندہ
۶ روپے

جلد ۱۰ | ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۸ مئی ۱۹۶۴ء | شمارہ ۱

دسواں سال

الحمد للہ ثم الحمد للہ ہفت روزہ خدام الدین زیر نظر شمارہ کے ساتھ اپنی زندگی کے دسویں سال میں داخل ہو رہا ہے۔ حضرت شیخ التفسیر قدس سرہٗ کی تمام یادگاروں میں سے بہترین اور مفید ترین یادگار ہفت روزہ کا وجود ہے وہ نہایت مبارک ساعتیں تھیں جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس کے اجرا کی اجازت مرحمت فرما رہے تھے اور وہ انسان نہایت خوش نصیب تھے جنہیں قال اللہ اور قال الرسول کی تبلیغ و اشاعت کی ذمہ داری سونپی جا رہی تھی صرف ذات باری کا بھروسہ تھا، مادی وسائل کی یکسر کمی تھی جماعتی طور پر حضرت رح کی ذات کے سوا، اہل قلم موجود نہ تھے قارئین کے ادبی ذوق کی تسکین کے ظاہری اسباب موجود نہ تھے لیکن ان حالات میں بھی توکل توکل ہوتا ہے اور نصرت باری تعالیٰ سے دعائیں مستجاب ہوا کرتی ہیں، جب امکانی کوششیں کر کے نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیا گیا تو اللہ نے بھی اسے بتدریج دنیاوی وسائل سے مالا مال کر دیا آج ۹ سال کے بعد ہمیں اپنی کوتاہیوں اور بے مائیگیوں کا احساس تو ہے لیکن یہ بات ہم تحدیث نعمت کے طور پر کہہ رہے ہیں کہ خدام الدین نے اپنی ۹ سالہ زندگی میں کبھی فریضہ تبلیغ میں کوتاہی نہیں کی، کبھی کسی فرد یا جماعت کے یمین و یسار نہیں چلا، کبھی کسی کی ناجائز پشت پناہی نہیں کی، وہی کیا جس کو حق سمجھا۔ حق گوئی کی پاداش میں اسے ایک وقت آزمائش سے دو چار ہونا پڑا لیکن اس نے سب کچھ صبر و شکر سے برداشت کیا۔ اللہ والوں کی دعائیں شامل حال تھیں لہٰذا پائے استقامت میں کوئی لغزش نہ آئی اور یہ اپنی منزل کی جانب رواں دواں رہا۔

مناظرہ بازی کے چسکہ سے خدام الدین ہمیشہ دور رہا بے شمار دفعہ لوگوں نے اسے بحث و تمحیص کے خار زار میں الجھانا چاہا لیکن یہ ہر ایک سے بے نیاز اللہ کے سہارے پر اپنا دامن بچا کر نکل گیا خدام الدین مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت ہے حضرت رح اور ان کی جسمانی و روحانی اولاد جن کی بدولت آج لاکھوں مسلمان چشمۂ تبلیغ سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ خدام الدین کو ویسے ہی خریدتے ہیں جیسے ایک عام قاری اور اس کے لئے ہر قسم کا ایثار کرنے کے لئے پیش پیش رہتے ہیں یہی ایثار اور خلوص اس کا سرمایۂ حیات ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کی خاص عنایت ہے کہ کوئی ہفت روزہ خواہ وہ دینی ہو یا ادبی، سماجی ہو یا فلمی حکومت کے زیر سایہ چل رہا ہو یا سرمایہ کے بل بوتے پر اتنی اشاعت کا مالک نہیں جتنی کہ آپ کے اس محبوب جریدہ کی ہے — اشتہارات، اخبارات کے رگ و پے میں خون کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن خدام الدین نے اشتہارات کی کبھی پرواہ نہیں کی یہ اس کی پالیسی کے خلاف ہے کہ خلاف مسلک مخرب اخلاق، شرطیہ علاج اور دیگر مبالغہ آمیز باتوں پر مبنی اشتہارات سے صفحات کو پراگندہ کیا جائے ہم آئندہ کے لئے بھی عہد کرتے ہیں کہ خدام الدین کو اسی پالیسی پر گامزن رکھیں گے جو پالیسی اس کے بانی قدس سرہٗ نے وضع کی تھی اور وہ تھی اللہ کی رضا کے لئے کتاب و سنت کی اشاعت و تبلیغ — اللہ تعالےٰ ہمیں اس عہد کو کما حقہٗ پورا کرنے کی توفیق دے۔ ایک ضروری بات اس فرصت میں مزید عرض کرنا ضروری ہے کہ خدام الدین کے بعض ایجنٹ حضرات کا نامناسب رویّہ اور شیوۂ نادہندگی ہمارے لئے مشکلات کھڑی کر دیتا ہے۔ ہم ایسے حضرات کو ہر ممکن طریقہ سے آمادہ کرتے ہیں کہ پرچہ کے واجبات پورے اور وقت پر ادا کر دیں تاکہ اللہ اور رسولؐ کی آواز ہر جگہ پہنچتی رہے لیکن ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ حضرات جو دینی پرچہ کی فروخت کے ایجنٹ ہیں ان ایجنٹوں سے کہیں زیادہ پیسہ خور اور نادہند ہیں جو بداخلاقی پر مبنی جرائد فروخت کرتے ہیں ہم ان کی خدمت میں گزارش کرتے ہیں کہ وہ خدارا اپنے رویہ کا جائزہ لیں اور پرچہ کے مکمل واجبات وقت پر ادا کر دیا کریں قارئین کرام کا بھی دینی فرض ہے کہ وہ کوشش کریں کہ ان کے دیئے ہوئے پیسے ہم تک پہنچ جائیں اور سلسلۂ خیر ہمیشہ کے لئے جاری رہے

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنی رضا کی خاطر دین حق کی نشر و اشاعت میں حصہ لینے کی توفیق ارزانی فرمائے (آمین)

اخبارات و جرائد کا عالم نزع

اخباری کاغذ کی ہوشربا گرانی اور اکثر ڈیلر حضرات کی چور بازاری کا رونا روتے ہوئے اخبارات و رسائل تھک گئے ہیں۔ جب تک حکومت کاغذ کی گرانی کو دور کرنے کے وعدے پورے کرے گی یا کاغذ تیار کرنے والی نیم سرکاری ملیں اپنی ذمہ داری کا احساس کریں گی نہ معلوم کتنے اخبار چور بازاری کرنے والوں کے پیٹ کا لقمہ بن چکے ہوں گے وقت اب ہے کہ کوئی قومی اخبارات کا پرسان حال ہو آج کل کاغذ بازار میں کمیاب ہی نہیں بلکہ نایاب ہو رہا ہے کاغذ چور بازاری میں منہ مانگے داموں پر دستیاب ہو رہا ہے اخبارات کا واحد سہارا محمد اکرام بٹ صاحب مالک میسرز بٹ اینڈ کمپنی گنپت روڈ والے ہیں لیکن صورت حال یک انار و صد بیمار کے مصداق ہے خود ہماری ضرورت ۳۰ x ۲۰ کے ۲۵ رموں کی ہے لیکن انہوں نے ۲۴ رم فی ہفتہ دینے کا وعدہ کیا ہے — آخر ایک ڈیلر بیک وقت تمام اخبارات و رسائل کی ضرورت کیونکر پوری کر سکتا ہے پھر بھی جتنا ہو سکتا ہے بٹ صاحب موصوف جائز نرخوں پر اخبار و جرائد کو کاغذ فراہم کر رہے ہیں ہماری معلومات کے مطابق لاہور کے بیشتر اخبارات و جرائد نے کھلنا ملز اور مشرقی پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن کو تاروں اور خطوط کے ذریعہ صورت حال سے مطلع کر دیا ہے ان کالموں کی وساطت سے بھی میسرز بٹ اینڈ کمپنی کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ کاغذ کی گرانی اور اخباری صنعت کی جان کنی کا مزید تماشہ نہ دیکھے اور اخبارات کو ختم ہونے سے بچانے کیلئے جو کچھ کرنا ہے فی الفور کرے (م ح بخاری)

مجلسِ ذکر ۱۷ ذی الحجہ سنہ ۱۳۸۳ھ ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۶۴ء

مرتبہ:- خالد سلیقی

بے چینی اور بے اطمینانی کی وجہ اُسوۂ نبویؐ سے منہ موڑنا ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ۔ اللہ تعالے کا فضل وکرم ہے کہ اس نے ہمیں اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی۔ ہمارے ہزاروں بھائی ایسے ہوں گے جو اس وقت غلط کاموں میں مشغول ہوں گے۔ کئی اپنے قیمتی وقت کو یونہی گپوں میں ضائع کر رہے ہوں گے، اللہ تعالے نے ہم پر فضل کیا اور اپنی یاد کی توفیق دی۔ اللہ تعالے ہمیں ہمیشہ مل کر بیٹھ کر ذکر الٰہی کی کثرت سے توفیق عطا فرمائے آمین

اسلام اجتماعیت کا نام ہے، ہماری نماز روزہ، حج، زکوٰۃ غرض سب عبادات اجتماعیت اور اشتراکِ عمل کا سبق سکھاتی ہیں۔ رمضان ہے تو خاص ایام میں ساری دنیا میں ان ہی ایام میں روزے رکھے جاتے ہیں فریضۂ حج ایک ہی وقت میں دنیا کے تمام مسلمان ادا کرتے ہیں۔ مسلمان کا جنازہ ہو تو حکم ہے کہ مل کر پڑھو زکوٰۃ بیت المال میں جمع ہو اور وہاں سے غرباء و مساکین پر خرچ کی جائے۔ غرض کل اسلامی نظام اجتماعیت کی تعلیم دیتا ہے

آج ہم میں سے کتنے مالدار ہیں۔ جو زکوٰۃ باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں۔ کتنے ہیں جو حج کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔ یہ لوگ انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں

اگر ہم اپنے مالوں میں سے غرباء و مساکین کا حق ادا نہیں کریں گے تو وہ مال حرام بن جائے گا اور یہی وجہ ہے کہ آج مسلمانوں میں اللہ تعالے سے دوری ہے اور نیکی کی رغبت نہیں ہے۔

اللہ تعالے مسلمانوں کو اسلامی طور و طریق اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ عبادت ہی میں نہیں بلکہ اخلاق معاملات و معاشرت غرض زندگی کے ہر شعبے میں شرعی طریقہ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

صحابہؓ کرام نے اسلامی طرزِ زندگی کو اپنایا

اپنے اخلاق، معاملات کو درست کیا۔ جس کی وجہ سے امن و امان تھا روکھا سوکھا کھا کر زمین پر ہی لیٹ جایا کرتے تھے اور قیصر و کسریٰ کے خزانے ان کے قدموں میں تھے۔ لیکن آج اعلےٰ ترین لباس، عالیشان محل اور دولت کی فراوانی کے باوجود بے چینی اور بے اطمینانی ہے امن و امان بالکل نہیں، وجہ یہ ہے کہ ہم مسلمانوں نے اُسوۂ نبویؐ اور قرآن کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ حضرتؒ فرمایا کرتے کہ ایسے مال اولاد، محل اور لباس پر اللہ تعالے کی لعنت جو عبادت کی راہ میں حائل ہوا اور جس کے باعث عبادت کی توفیق نہ رہے

آج ہماری سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ ہم غلط کار ہیں لیکن اپنے کو غلط نہیں سمجھتے اپنے نقائص کو نہیں دیکھتے اور نہ ہی ان کو دور کرنے کوشش کرتے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ دنیا کے معاملہ میں اپنے سے نیچے کو دیکھو اور دین کے معاملہ میں اپنے سے اوپر کو دیکھو یہ نہ دیکھو کہ اس کے پاس کاریں ہیں۔ کوٹھیاں ہیں۔ عیش و عشرت کرتا ہے، بلکہ اپنے سے نیچے والے کو دیکھو کہ اس کو سوکھی روٹی نہیں ملتی ہے۔ میں اچھی روٹی کھاتا ہوں اس کے پاس رہنے کے لئے مکان نہیں یا وہ کرایہ پر رہتا ہے۔ مگر یہ اللہ کے فضل سے اپنا مکان ہے۔ غرض کسی وقت بھی اللہ تعالے کی ناشکری نہ ہونی چاہیئے۔۔ دین کے معاملہ میں اپنے سے اوپر دیکھو۔ کہ فلاں تہجد گزار ہے نفلی روزے رکھتا ہے۔ تلاوت قرآن کثرت سے کرتا ہے اور میں نہیں کرتا۔ کوشش کرو کہ تم بھی ایسے بن جاؤ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میری امت میں سے ۷۲ فرقے دوزخ میں اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا۔ صحابہؓ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ جنت میں جانے والا فرقہ کون سا ہوگا تو آپ نے فرمایا

مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ

جس طریق پر میں اور میرے صحابہؓ کرام ہیں

جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے لوگ پوچھا کرتے تھے کہ کون سا فرقہ جنت میں جائے گا تو آپ یہ نہیں فرماتے تھے کہ فلاں دوزخ میں اور فلاں جنت میں جائے گا۔ فرمایا کرتے تھے۔ اچھوں اور نیکوں میں بھی بد ہوتے ہیں اور بدوں میں بھی نیک ہوتے ہیں۔ ہر محکمہ میں اچھے اور بُرے دونوں قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ پولیس کا محکمہ بدنام ہے مگر پولیس میں بھی کئی اچھے اور نیک آدمی ہوتے ہیں اور دوسری طرف کئی بہروپیئے ہیں جو اللہ والوں کا روپ دھار کر لوگوں کے ایمانوں کو خراب کر دیتے ہیں۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص بھی اپنا معاملہ اسوۂ نبویؐ کی روشنی میں درست کرے گا وہ جنت میں جائے گا

جب تک اسوۂ نبویؐ سے ہمارا معاملہ درست نہ ہوگا، اس وقت تک ہم کبھی وقار عزت اور چین نہیں حاصل کر سکتے۔ آج دیکھ لیں۔ کہ کروڑوں کی تعداد میں مسلمان ہوتے کے باوجود ہر جگہ ذلیل و خوار ہو رہے ہیں مظلوم بنے ہوئے ہیں، یہ اس لئے کہ ہمارا اللہ سے تعلق درست نہیں۔ اسلامی تعلیمات کو ہم نے پس پشت ڈال دیا ہے۔ چاروں طرف دیکھئے! آج کسی ملک میں اسلامی قانون رائج ہے؟ کہاں اسلامی تعزیرات نافذ ہیں؟ اور کہاں اسلام کی مکمل تعلیمات کے مطابق عمل ہو رہا ہے؟

اخلاق کی حالت یہ ہے کہ اسلام نے کافروں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی ہے لڑائی میں حکم ہے کہ بچوں، عورتوں اور بوڑھوں اور مسکینوں کو قتل نہ کرو۔ گرجوں میں عبادت کرنے والوں کو کچھ نہ کہو۔ کھیتوں اور عبادت گاہوں کو تباہ نہ کرو۔ مگر مسلمان زمانۂ امن میں بھی دوسروں کے حقوق غصب کرنے میں فرق نہیں کرتا حتیٰ کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے حقوق بھی غصب کرتا ہے اسلام کا قانونِ جنگ دنیا کے امن کے قانون سے بھی کئی درجہ اچھا ہے۔ صحابہؓ کرام نے ان اخلاق اور اسوۂ نبوی کو اپنا کر اللہ تعالے کی رحمت کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ انہوں نے اللہ کے راستے میں آنے والی تکالیف اور مصائب کو برداشت کیا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ تھوڑے تھے لیکن دنیا پر غالب تھے۔ قیصر و کسریٰ کے خزانے

خطبہ جمعہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ یکم مئی ۱۹۶۴ء

والدین کے حقوق اور ان کی ذمہ داری

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حُسْنًا وَاِنْ جَاھَدَاکَ لِتُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْھُمَا اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ٥ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّھُمْ فِی الصّٰلِحِیْنَ

(پ ۲۰ س العنکبوت رکوع ۱۶ آیت ۸، ۹)

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر وہ تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ اسے شریک بنائے جسے تو جانتا بھی نہیں تو ان کا کہنا نہ مان تم سب نے لوٹ کر میرے پاس ہی آنا ہے۔ تب میں تمہیں بتا دوں گا جو کچھ تم کرتے تھے اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہم انہیں ضرور نیک بندوں میں داخل کریں گے

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

تمام کائنات میں ایسی کوئی چیز ہے ہی نہیں جو خدا کی شریک ہو سکے پھر اس کی خبر کسی کو کہاں سے ہوتی جو لوگ شرکا ٹھیراتے ہیں محض جاہلانہ اوہام اور بے سند خیالات کی پیروی کر رہے ہیں۔ واقع کی خبر انہیں کچھ بھی نہیں (در حقیقت) دنیا میں ماں باپ سے زیادہ حق کسی کا نہیں پر اللہ کا حق ان سے زیادہ ہے۔ ان کی خاطر دین نہ چھوڑے (موضح القرآن)

حدیث میں ہے کہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی والدہ نے جو مشرکہ تھی بیٹے کے سلام کی خبر سن کر عہد کیا کہ دانہ پانی کچھ نہ چکھوں گی، نہ چھت کے نیچے آرام کروں گی تاوقتیکہ سعدؓ (معاذ اللہ) اسلام سے نہ پھر جائے۔ چنانچہ کھانا پینا ترک کر دیا اور بالکل نڈھال ہو گئی۔ لوگ زبردستی منہ چیر کر کھانا پانی دیتے تھے — اس پر یہ آیات نازل ہوئیں گویا بتلا دیا کہ والدین کا اس طرح خلافِ حق پر مجبور کرنا یہ بھی ایک ابتلاء و امتحان ہے چاہیئے کہ مومن کے پائے ثبات کو لغزش نہ ہو (چنانچہ) جو اس قسم کی رکاوٹوں کے باوجود بھی ایمان اور نیکی کی راہ پر قائم رہے حق تعالٰے ان کا حشر اپنے خاص نیک بندوں میں کرے گا۔ ابن کثیر لکھتے ہیں ایسی اولاد نے اگر ناحق بات میں والدین کا کہا نہ مانا اور والدین ناحق پر قائم رہے تو اولاد کا حشر صالحین کے زمرہ میں ہو گا۔ ان والدین کے زمرہ میں نہ ہو گا گو طبعی و نسبی تعلقات کی بنا پر وہ اس سے سب سے زیادہ قریب تھے۔ معلوم ہوا "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" میں حب دینی مراد ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالٰے کی اطاعت کے بعد والدین کی پوری اطاعت کی جائے مگر فقط شرک میں ان کا لحاظ نہ کیا جائے۔ مقصد یہ کہ انسان اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرے کیونکہ ان کی فرمانبرداری نیکی کا کام ہے اور اگر والدین مسلمان نہ ہوں تو پھر بھی سوائے مذہبی معاملات کے ہر طرح ان کی فرمانبرداری کرنی چاہیئے۔ اگر ان کی فرمانبرداری سے خدا کی نافرمانی لازم آئے تو وہاں ان کا ساتھ چھوڑ دینا چاہیئے۔

ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے

قولہ تعالٰے — وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَھْنًا عَلٰی وَھْنٍ وَّفِصٰلُہٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ٥

(پ ۲۱ س لقمان آیت ۱۴)

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی۔ اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور دو برس میں اس کا دودھ چھڑانا ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کرے۔ میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے —

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

یعنی ماں کا حق باپ سے بھی زیادہ ہے۔ وہ مہینوں تک اس کا بوجھ پیٹ میں اٹھائے پھری، پھر وضع حمل کے بعد دو برس تک دودھ پلایا۔ اس دوران میں نامعلوم کیسی کیسی تکلیفیں اور سختیاں جھیل کر بچہ کی تربیت کی، اور آرام کو اس کے آرام پر قربان کیا۔ لہٰذا ضروری ہے، کہ آدمی اولاً خدا تعالٰے کا اور ثانیاً اپنے ماں باپ کا خصوصًا ماں کا حق پہچانے۔ اللہ تعالٰے کی عبادت کرے اور ماں باپ کی خدمت و اطاعت میں بقدرِ استطاعت مشغول رہے جہاں تک کہ اللہ کی نافرمانی نہ ہو کیونکہ اس کا حق سب سے مقدم ہے اور اسی کے سامنے سب کو حاضر ہونا ہے انسان دل میں سوچ لے کہ کیا منہ لے کر وہاں جائے گا۔

نتیجہ

یہ نکلا کہ والدین کی اطاعت انسان پر لازم ہے۔ لیکن اگر والدین شرک کی تعلیم دیں اور احکام خداوندی کی خلاف ورزی پر آمادہ کریں تو اس صورت میں ان کی اطاعت و فرمانبرداری نہیں کرنی چاہیئے مگر دنیوی معاملات میں پھر بھی ان کے ادب و احترام کا خیال رکھنا چاہیئے اور ان سے حسنِ سلوک سے پیش آنا چاہیئے سب سے مقدم حق تعالٰے جل شانہٗ کا ہے کہ وہی انسان کا خالق و مالکِ حقیقی اور رب ہے چنانچہ اس کے احکام کی پابندی اور اس کے بھیجے ہوئے رسولوں کی اطاعت و تابعداری انسان پر فرض ہے اس کے بعد والدین کی اطاعت ہر انسان کے لئے لازم اور ضروری ہے اور ماں چونکہ بچے کے لئے زیادہ تکلیف برداشت کرتی ہے، ایک مدت معینہ تک اُسے اپنے پیٹ میں اٹھائے اٹھائے پھرتی ہے، دو سال تک دودھ پلاتی ہے اور اولاد کے نشوو ارتقاء اور تربیت میں اپنا خون پسینہ ایک

کر دیتی ہے۔ اس لئے ماں کا حق باپ پر بھی فائق ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

جنت کہ رضائے ما، دراں است
زیر کف پائے مادراں است!

بزرگان محترم!

والدین کی نافرمانی کا مرض ان دنوں عام ہے جسے دیکھو وہ اولاد کی نافرمانی کا رونا روتا نظر آئے گا اور اولاد کی روش کا شاکی دکھائی دے گا حالانکہ عقلاً اور نقلاً والدین کے حقوق اولاد پر اس قدر زیادہ ہیں کہ اولاد جیسے لے کر لحد تک ان حقوق کو ادا ہی نہیں کر سکتی۔ بُرا ہو مغربی تہذیب و تمدن اور تعلیم جدید کی پیدا کردہ مادیت پرستانہ ذہنیت کا کہ اس نے نوجوان پود کے دلوں سے والدین کی محبت و اطاعت کا جذبہ ہی نکال کر رکھ دیا ہے۔ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ والدین کی نافرمانی کا سب سے بڑا سبب بے دینی اور دینی تعلیم سے ناواقفیت ہے وہ فرماتے تھے کہ میں موجودہ تعلیم کا مخالف نہیں ہوں بلکہ اس طریق تعلیم کا مخالف ہوں۔ چنانچہ اس تعلیم کے زہریلے اثرات سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ لڑکے اور لڑکیوں دونوں کو قرآن کی تعلیم دی جائے۔ اگر آپ نے اپنے بچے اور بچیوں کو دینی تعلیم نہ دلوائی تو یاد رکھو تمہاری دنیا بھی برباد ہو جائے گی اور آخرت میں بھی جوتے پڑیں گے اور یہی اولاد تمہارے لئے زیادہ عذاب کا مطالبہ کرے گی۔

قرآن عزیز میں واضح طور پر ارشاد ربانی ہے کہ بے دین اولاد قیامت کے دن والدین پر لعنت کی دعا کرے گی۔

وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا

(پ ۲۲ - س الاحزاب رکوع ۸)

ترجمہ: اور کہیں گے اے رب ہم نے کہا مانا اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا پھر انہوں نے ہمیں (سیدھے) راستہ سے بہکا دیا۔ اے رب ہمارے ان کو دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت ڈال۔

بیدین بچے بارگاہ خداوندی میں عرض کریں گے اے اللہ! ہمارے ابا اور اماں پر بڑی لعنت بھیجو! انہوں نے ہمیں اسکول اور کالج کا دروازہ تو دکھلایا مگر مسجد کے دروازہ پر نہ لے گئے اور ہمیں قرآن و سنت کی تعلیم نہ دلوائی۔

برادران اسلام! اپنی اولاد کو قرآنی تعلیمات سے ناآشنا رکھنے کا نتیجہ تو آخرت میں نکلے گا۔ دنیوی نتیجہ یہ ہے کہ وہ نافرمانیاں کرتے ہیں، ماں باپ کو تنگ کرتے ہیں، ان کا مذاق اڑاتے ہیں، ان پر آوازے کستے ہیں اور اس طرح ان کا جینا دوبھر کر دیتے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے ایک دوست تھے۔ وہ تاجر پیشہ تھے اور ان کی تجارت لندن سے ہوتی تھی وہ میرے درس میں باقاعدہ تشریف لاتے تھے جس کی وجہ سے بحمد اللہ تعالیٰ ان کے خیالات صاف ہو گئے لیکن ان کے بیوی بچے درس قرآن میں نہیں آتے تھے جس کی وجہ سے اللہ کے دین کی آواز ان کے کانوں تک نہ پہنچی اور وہ کتاب و سنت کی تعلیمات سے بے بہرہ رہے۔ آخری عمر میں وہ فالج میں مبتلا ہو گئے۔ میں ان کی بیمار پرسی کے لئے گیا تو انہوں نے مجھے بتلایا کہ میری بیوی کہتی ہے کہ تو ہر وقت دین کی باتیں کرتا رہتا ہے، نماز روزے کے پیچھے پڑا رہتا ہے حلال حرام کی گفتگو چھیڑے رکھتا ہے، تو وہابی ہے اس لئے تجھ کو دوسری منزل میں کھانا نہیں بھیجوں گی۔ نیچے آکر کھاؤ۔ یہی حال لڑکوں کا تھا وہ بھی باپ کی پرواہ نہ کرتے اور اُسے ہر وقت ڈانٹتے ڈپٹتے رہتے۔ یہ واقعہ بیان فرما کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ ہر کام کے لئے وقت سے پہلے تیاری کی جاتی ہے۔ اگر آپ نے ابتداء میں بیوی بچوں کو دین نہ سکھلایا تو جب دین اور بے دینی میں ٹکر ہو گی تو وہ دین کی حمایت نہیں کریں گے بلکہ بے دینی کو پسند کریں گے اور تمہاری آخری زندگی کس مپرسی کی حالت میں گزرے گی۔ چنانچہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ بچوں کو دینی تعلیم سکھائے، خود بھی اللہ کی نافرمانی سے بچے اور اولاد کو بھی حق تعالیٰ شانہ کی نافرمانی سے بچنے کا سبق دے تاکہ بداخلاقی کا بیج ہی پھوٹنے نہ پائے درحقیقت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہی بداخلاقی کی جڑ ہے اور اسی سے بداخلاقیاں پھوٹ پھوٹ کر نکلتی ہیں

سب سے بڑی بداخلاقی اور احسان فراموشی

محترم حضرات! اس سے بڑھ کر احسان فراموشی اور بداخلاقی کیا ہو سکتی ہے کہ انسان اپنے محسن حقیقی کا نافرمان ہو جائے۔ وہ محسن جس نے ماں باپ کے نطفہ سے اپنی قدرت کاملہ سے ماں کے رحم میں انسان کا وجود بنایا، آنکھوں میں بینائی، زبان میں گویائی، اور کانوں میں شنوائی اور دماغ میں عقل ڈالی جس نے ہاتھوں کو پکڑنے اور کام کرنے اور پاؤں میں چلنے کی طاقت عطا فرمائی اور پھر محض اپنی قدرت سے ماں کے پیٹ سے باہر نکالا اور اس کی چھاتیوں سے دودھ پلا کر پروان چڑھایا۔ جس نے ماں کو اتنا مہربان بنایا کہ وہ بچے کے لئے جان تک دینے سے دریغ نہ کرے اور دن رات اس کی خدمت میں لگی رہے

غرض وہ محسن جس نے انسان کو اپنی بے انتہا نعمتوں سے نوازا اور پروان چڑھایا اگر کوئی شخص ایسے محسن کا نافرمان ہو، اس کے حکم کی تعمیل سے جی چرائے اور اس کے حضور بلانے سے بھی نہ آئے تو اس شخص سے زیادہ بداخلاق اور احسان فراموش کون ہو سکتا ہے؟ اور یہ شخص جب محسن حقیقی کا احسان فراموش ہو سکتا ہے تو محسن مجازی سے بداخلاقی کرنے سے کون سی چیز اُسے مانع ہو سکتی ہے؟

ماں باپ محسن مجازی ہیں اور حق تعالیٰ شانہ محسن حقیقی ہیں۔ چنانچہ جو شخص محسن حقیقی کا شکر گزار نہیں ہو سکتا اور اس کی نافرمانی کرتا ہے اس کو والدین کی نافرمانی سے کیوں کر روکا جا سکتا ہے۔ اسی لئے آیات قرآنی میں پہلے شرک سے بچنے اور محسن حقیقی کی فرمانبرداری کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس کے بعد ماں باپ کی فرمانبرداری اور ان کا ادب و احترام بجا لانے کی تلقین کی گئی ہے محسن حقیقی کی فرمانبرداری اور بندگی سے اُسے اپنے مجازی محسنوں کی خدمت گزاری کا سبق ملے گا اور وہ بداخلاقی ہونے سے محفوظ رہے گا۔

شہادت نبوی ﷺ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ خدا کے نزدیک سب سے اچھا کام وقت پر نماز ادا کرنا اور اپنے والدین کی تابعداری اور ان کے ساتھ نیکی کرنا ہے۔

دوسری شہادت

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور ان کو تکلیف دینا ہے۔

توکل علی اللہ

توکل ترک اسباب کا نام نہیں ہے

میاں غلام حسین قلعہ گوجر سنگھ — لاہور

مَنْ یَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا (پ ۲۸ سورۃ الطلاق آیت ۳)

ترجمہ: جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے بے شک اللہ اپنا حکم پورا کرنے والا ہے اللہ نے ہر چیز کے لئے ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے دنیا میں ہر چیز اسباب کے ماتحت ہے بعض اسباب پوشیدہ ہیں اور بعض ظاہر۔ اسباب کی تاثیر طبعی اندازہ ہے اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کی تاثیر اندازے سے زیادہ کر دے جب چاہے ویسے ہی رکھے۔ آدمی کبھی کنکر لگنے سے مر جاتا ہے اور کبھی گولی لگنے سے بھی نہیں مرتا۔ سبب کو رکھنے والے نے جس مقام پر قائم کیا ہے۔ اس مقام سے سبب کا نفی کرنا خدا کی حکمت کو داغدار بنانا ہے اور جو ایسا کرتا ہے وہ حق تعالیٰ کی عظمت سے جاہل ہے مگر جس نے اسباب اختیار کئے اور انہیں پر دل لگا لیا اور انہیں کو سب کچھ سمجھ لیا تو وہ مشرک ہو گیا، توکل لازم ہے جو اپنی عقل اور تقویٰ پر اعتماد کرے گا وہ تباہ ہو جائے گا۔

اپنی ہستی کو قائم رکھنے کے لئے جدوجہد کرنا قدرت کا اٹل قانون ہے جو لوگ سعی اور کوشش سے گھبراتے ہیں ان کی ہستی مٹ جایا کرتی ہے۔ اسباب مشروعہ کا ترک کرنا توکل نہیں ہے توکل یہ ہے کہ کسی نیک مقصد کے لئے اسباب اختیار کئے جائیں اور انتہائی کوشش کی جائے اور اس کے نتائج کے لئے حق پر بھروسہ کیا جائے اپنی کوشش اور محنت پر نازاں اور مغرور نہیں ہونا چاہیئے۔ باقی اسباب مشروعہ کو چھوڑ کر خالی امیدیں باندھتے رہنا توکل نہیں ہے تعطل ہے۔ اعلےٰ رتبہ یہ ہے کہ اسباب کو ترک نہ کرو مگر اسباب پر اعتماد کلیۃً ترک کر دو ترک اعتماد پر اسباب کا نام توکل ہے۔ اللہ تعالےٰ پر بھروسہ رکھ محض اسباب پر تکیہ نہ کرو اللہ تعالےٰ کی قدرت اسباب کی پابند نہیں ہے جو کام وہ کرنا چاہے وہ پورا کر دیتا ہے اس کے ید قدرت کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اسباب اس کی مشیت کے تابع ہیں ہر چیز کا اس کے ہاں اندازہ ہے اس کے مطابق ظہور پذیر ہوتا ہے جو مصالح پر مبنی ہے۔ ہماری مرضی کے مطابق قبل از وقت کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ توکل یہ ہے کہ کام خدا کے سپرد کر دیں اور تدبیر شروع کر دیں۔ جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے۔ خدا اس کو نہیں چھوڑتا۔ اگر وہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا لیکن اگر وہ کسی مصلحت کی بنا پر مدد نہ کرے تو پھر کون ہے جو تمہاری مدد کرے۔

توکل کی حقیقت

توکل ترک عمل و تعطل کا نام نہیں ہے قلبی کیفیت کا نام ہے اس یقین کا نام ہے کہ ہاتھ میں حرکت قدرت اور فضل سب اللہ تعالےٰ کے حکم سے پیدا ہوتے ہیں اس کی مشیت اور ارادے سے پیدا ہوتے ہیں وہ چاہے تو ہاتھ شل ہو جائیں اور نوالہ ابھی منہ تک پہنچنے ہی نہ پائے کھانا بھی چھن جائے۔ نظر اس کے فعل پر ہو اس کے فضل پر ہو اپنے زور بازو پر نہ ہو دست بکار اور دل بیار ہو۔

توکل ترک اسباب نہیں ترک رویت اسباب ہے۔ توکل اپنے نفس کی تدبیر کو چھوڑنا اور اپنے حول و قوت سے نکل آنا ہے عادت الٰہی یہی ہے کہ حرکت میں برکت ہے۔

توکل کیا ہے خدا کے سوا دوسروں کی طرف سے خوف اور امید کو دل سے نکال دینا توکل یہ ہے کہ انسان کے دل میں اسباب کی جانب میلان نہ ہو خواہ اسباب کی کتنی ہی ضرورت ہو۔ توکل عمل قلب ہے زبان یا اعضاء کا کام نہیں۔

توکل ایک اعلےٰ صفت ہے لیکن افسوس کہ بعض لوگوں نے اس کے مفہوم کو نہیں سمجھا بلکہ کاہل اور دست و پا شکستہ ہو بیٹھنے کا نام توکل رکھ لیا حالانکہ یہ قرآن مجید اور احادیث نبویؐ اور اقوال ائمہ کرام کے بالکل خلاف ہے توکل کی اصل حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے جہاں تک عالم امکان میں ہو پوری کوشش کرے مگر بھروسہ خدا پر رکھے اپنی ہمت اور کوشش پر نہ اترائے۔ امام غزالیؒ کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص پہاڑ کی چوٹی پر جا بیٹھے جہاں نہ پانی ہو نہ کھانے پینے کی کوئی چیز میسر ہو اور نہ کوئی وہاں آتا جاتا ہو اور وہ یہ خیال کرے کہ میں خدا پر توکل کئے ہوئے بیٹھا ہوں تو وہ گنہگار ہو گا اور یہ اپنے آپ کو ہلاک کرنے کی کوشش کرتا ہے توکل تو اس شخص کو کہتے ہیں کہ اپنی پوری ہمت صرف کرے اور سعی و طلب میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے لیکن نتیجہ خدا کے سپرد کر دے۔ توکل ہے یہی کہ کسی کام کے لئے کوشش کرنا لیکن کامیابی کے لئے کبھی یعنی کارساز پر قلبی اعتماد کرنا۔

توکل حق تعالےٰ پر اعتماد۔ اسباب کی فراہمی اور ان پر کامیابی ان سب کو اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں سمجھنا۔ جب یہ صفت پیدا ہو جائے تو وہ مصیبت آنے پر بھی بے قرار نہیں ہوتا شادمانی سے زندگی گزارتا ہے ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالےٰ کافی ہو جاتا ہے توکل اور تقویٰ روح کو منور کرنے والی چیز ہے اس سے بندہ اور خدا کے درمیان سے حجابات اُٹھ جاتے ہیں۔ اسباب سے ترک تعلق کا حکم نہیں دیا گیا کیونکہ یہ بندہ کی حقیقت کے منافی ہے ہاں ایک سبب کو چھوڑ کر دوسرے کو اختیار کر سکتا ہے اسباب سے قطع نظر کرنے والا اپنے رب کو کیسے پا سکتا ہے بغیر سبب کے بندہ جی نہیں سکتا اللہ تعالےٰ نے اس عالم کو اسباب کی زنجیروں میں جکڑا ہوا پیدا کیا ہے اس لئے کہ بغیر اسباب کے غریب انسان رہ نہیں سکتا۔ بھوک لگے تو روٹی کی طرف دوڑنا پیاس لگے تو پانی کی طرف۔ آدمی بڑا احتیاط ہو تو روٹی منہ میں نہ ڈالے کوئی دوسرا ڈال دے لیکن چبانی تو خود ہی پڑے گی پھر ترک اسباب کا ہذیان کیا؟

سانس لینے سے تو کوئی بچ ہی نہیں سکتا۔ اگر سانس نہ لے تو مر جائے اور خودکشی کا مجرم بن کر جہنم میں جائے گیا تارک اسباب عبادت بھی چھوڑ دیں گے؟

اسباب کی حیثیت حجاب کی ہے جس نے

ان کو حجاب سمجھا وہ انہی اسباب کی راہ سے حق تک پہنچا اور جس نے انہی اسباب کو رب بنالیا وہ محروم رہا اسباب پر بھروسہ شرک خفی ہے یعنی اسباب جیسے سامنے ہوں تو دل ٹھکانے رہے اور نہ ہوں تو گھبرا اٹھے اسباب پر اعتماد اور بھروسہ کرنے والے اس دنیا میں بھی عذاب میں مبتلا رہتے ہیں اس طرح کہ جب تک اسباب سامنے رہتے ہیں تو اس تکلیف میں رہتے ہیں کہ اگر یہ غائب ہو گئے تو پھر کیا ہوگا اور پھر جب وہ غائب ہو جاتے ہیں تو اس وقت کی اذیت ظاہر ہی ہے وہ ہر حال میں تکلیف اٹھاتے ہیں اسباب ہوں جب بھی نہ ہوں تب بھی ۔ مگر جس نے شرک کو دل سے نکال دیا اور اسباب میں سے کوئی سبب بھی اس کے خیال میں حق تعالیٰ کا شریک نہ رہا تو وہ پختہ ہو جاتا ہے اس لئے کہ اسباب کا وجود اور عدم دونوں اس کے لئے برابر ہو جاتے ہیں اس کا بھروسہ اللہ تعالےٰ کی ذات پر ہے جس کی صفت یہ ہے کہ جہاں سے وہم و گمان بھی نہ ہو وہاں سے چیز سامنے لاکر رکھ دیتا ہے اسباب کو اللہ تعالےٰ نے مقرر کیا ہے حق تعالےٰ کے مقرر کردہ قانون سے اعراض خود حق تعالےٰ سے سرکشی ہے ۔

اسباب کے بندے نہ بنو ۔ مسبب الاسباب کے بندے بنو ۔ اپنا ہر معاملہ اللہ کے سپرد کردو اور مخلوق میں سے کسی کا آسرا نہ لو ورنہ اللہ تم تمہیں اپنے آستانہ سے دھکے دے کر نکال دیں گے جب اللہ تعالےٰ وکیل اور کارساز ہو تو پھر دوسروں سے کٹ جانے اور الگ ہونے کیا پرواہ ہے ۔

توکل کی فضیلت

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ
(پ۶ س مائدہ آیت ۲۳)

ترجمہ! اور اللہ پہ بھروسہ رکھو اگر تم ایماندار ہو ۔

اللہ تعالےٰ نے سب کو توکل کا حکم دیا ہے اور ایمان کی شرط ٹھہرایا ہے ایک اور ارشاد ہے ۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ (کیا اللہ تعالےٰ بندے کے لئے کافی نہیں ہے) اسی طرح قرآن مجید کی اور بہت سی آیات ہیں جن سے توکل کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالےٰ نے مجھے سب امتیں دکھائیں میں نے اپنی امت کو بھی دیکھا کہ کوہ و بیابان ان سے بھرے ہیں

خوش ہوا مجھ سے حق تعالےٰ نے پوچھا کہ اے میرے حبیب ! آپ خوش ہیں میں نے عرض کی ہاں خوش ہوں پھر ارشاد فرمایا کہ باوجود اس کثرت کے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے ۔ صحابہؓ نے عرض کیا وہ کون لوگ ہوں گے آپ نے فرمایا جو اپنے کاموں میں فال اور منتر سے کام نہیں لیتے اور داغ نہیں لگاتے اور خدا کے سوا کسی دوسرے پر اعتماد اور بھروسہ نہیں کرتے اس وقت عکاشہؓ کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ! میرے لئے دعا فرمایئے کہ حق تعالےٰ مجھے ان میں سے کر دے آپ نے دُعا کی کہ خدایا! اسے ان لوگوں میں سے کر دے پھر ایک شخص کھڑا ہو گیا اور اسی دعا کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ اس بارے میں عکاشہ رضؓ تم سے بازی لے گیا ۔

آپ کا ایک اور ارشاد ہے کہ تم اگر اللہ تعالےٰ پہ اس طرح توکل کرو جس طرح توکل کرنے کا حق ہے تو حق تعالےٰ تمہیں اس طرح روزی پہنچائے گا جس طرح پرندوں کو روزی پہنچاتا ہے کہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر واپس آتے ہیں جو شخص دنیا کی پناہ چاہتا ہے اللہ تعالےٰ اُسے دنیا کے حوالے کر دیتا ہے ۔ جو شخص سب کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کی سب مشکلیں آسان کر دیتا ہے اور اگر سارے آسمان و زمین اپنے مکر و فریب سے اس کی مخالفت کریں تو اس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالنے کے لئے منجنیق میں رکھا تو آپ نے فرمایا حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝ آپ نے ہر طرح کی خواہشات کو ترک کر کے اپنی ہستی سے ہاتھ دھویا قلب کو تسکین نصیب ہوئی اور مقام رضا میں سر تسلیم خم کر دیا ۔ ہر قسم کی مخلوق نے حاضر ہو کر آپ کے سامنے اپنی خدمات پیش کیں ۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ مجھے تمہاری کسی قسم کی خدمت کی ضرورت نہیں تو حاضرین نے عرض کی اگر آپ ہماری مدد نہیں چاہتے تو اللہ تعالےٰ سے مدد مانگیئے آپ نے جواب دیا کہ میرے حال کا اس کو خوب علم ہے ایسی بارگاہ میں سوال کی کیا ضرورت ہے — ابراہیم علیہ السلام کا یہ ایمان کہ اظہار احتیاج سے بھی پرہیز اور مالک الملک کا یہ انعام کہ تسکین کا پیغام بھیجنے کی ضرورت بھی نہیں خیال فرمائی — براہِ راست آگ کو حکم پہنچا اور وہ گلزار بن گئی ۔ کیسی تیزی اور کیسی حدت ۔ کہاں کا جلنا اور جلانا ۔ فاطر فطرت کے حکم نے ایسا ثبوت

دے دیا جس سے انسان کے صحیح تعلق اور خالق الکل کے وعدوں کا پورا انکشاف ہوتا ہے کہ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ط ۔ اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہے کر کے دکھا دیتا ہے اور جب چاہتا ہے کر دکھاتا ہے وہ وسائل کا محتاج نہیں ہے تمام وسائل اس کی مشیت کے تحت ہیں جو مخلوق پہ بھروسہ کرتا ہے وہ خالق سے اندھا ہے ۔ مخلوق کی طرف منہ کرنا بعینہٖ حق تعالےٰ کی طرف پشت کرنا ہے —

توکل کے درجے

توکل کے تین درجے ہیں ۔ ایک یہ کہ متوکل اپنے مقدمہ کے لئے کسی کو وکیل بنائے اور اس پہ مطمئن ہو کہ وہ چُست و چالاک فصیح ۔ دلبر اور مہربان ہے دوسرا وہ کہ اس کا حال بچہ کی مانند ہے کہ ہر آفت میں اپنی ماں کے سوا کسی کو نہیں جانتا اگر بھوکا ہو تو اسی کو پکارتا ہے اور اگر ڈرتا ہے تو اُسی کو لپٹتا ہے یہ حال طبعی ہے بناوٹی نہیں ہے یہ متوکل اپنے وکیل میں ایسا مستغرق ہوتا ہے کہ اُسے اپنے توکل سے خود خبر نہیں پہلے متوکل کو اپنے توکل سے اس وجہ سے خبر تھی کہ وہ اپنے آپ کو تکلف توکل کی صفت پیدا کیا تھا ۔

تیسرا درجہ توکل کا بہت اونچا ہے اس میں متوکل ایسا ہوتا ہے جیسے غسّال کے سامنے مردہ ۔ غسال جس طرف چاہے پلٹ دے اپنے اختیار سے نہ اُٹھ سکتا ہے نہ ہل سکتا ہے نہ چل پھر سکتا ہے کوئی مشکل پیش آجائے تو دُعا بھی نہیں کرتا اور اس بچے کی مانند ہو جاتا ہے ۔ کہ میں اپنی ماں کو بھی نہ پکاروں گا تو ماں خود میرا حال معلوم کر کے آئے گی اور میرے کام کی تدبیر کرے گی

توکل کی تین حالتیں ہیں ۔ توکل ، تسلیم تفویض —

متوکل خدا کے وعدے پہ اپنے دل کو تسکین دیتا ہے —

صاحب تسلیم خدا کے علم پہ کفایت کرتا ہے اور ۔ صاحب تفویض راضی برضا ہوتا ہے

ــ راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہے

توکل آغاز ہے ۔ تسلیم کا درجہ درمیان میں ہے ۔ تفویض کا درجہ سب سے اعلیٰ ہے اور خاص الخاصوں کی صفت ہے ۔ عوام کا توکل یہی ہے کہ اسباب اختیار کریں لیکن اسباب پر بھروسہ نہ کریں بھروسہ مسبب الاسباب پر کریں ——— کیونکہ اگر بھروسہ اسباب پر کیا تو یہ شرک خفی ہوگا ۔

اللہ پر بھروسہ کرنے کی ضرورت کیوں ہے؟

توکل دل کی ایک حالت ہے اور پیدا کرنے والے کی توحید اور اس کے لطف و کرم پر ایمان لانے کا ثمرہ ہے۔ اور اس حالت کے معنی ہیں دل کا اعتماد کرنا وکیل یعنی کارساز مطلق اور اس کا مضبوط و مستحکم رکھنا اور ظاہری اسباب میں خلل پڑنے کی وجہ سے شکستہ خاطر نہ ہونا۔ توکل کے لئے یقین کامل کی ضرورت ہے اور دل کی قوت بھی تاکہ اضطراب دل سے جاتا رہے اور جب تک ارادہ اور اعتماد کامل حاصل نہ ہو جائے بندہ متوکل ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ توکل کے معنی ہیں ہر کام میں خدا پر اعتماد کرنے کے۔

دنیا میں ہر فعل کی اصل علت اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کا ارادہ ہے اس لئے جس طرح کچھ کام مقررہ اصولوں کے ماتحت مسلسل ہوا کرتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ماتحت کچھ کام ان عادی اصولوں سے ہٹ کر بھی ہو جایا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اسباب اور اصول اس کی مشیت کے ماتحت ہیں وہ بغیر اسباب کے بھی کر کے دکھا دیتا ہے اور یہ اس کی قدرت کاملہ کا اظہار ہے۔

ہر فعل و اثر بالذات اور بلا شرکت غیرے حق تعالیٰ کے قبضہ میں ہے مادی یا غیر مادی کائنات سمٰوٰت و ارض میں کوئی بھی مخلوق ایسی نہیں ہے جو اپنے کسی فعل و اثر یا نفع و ضرر میں آزاد و مختار ہو جس خالق نے اس کو پیدا کیا ہے وہی براہ راست اس کی ہر ہر حرکت و سکون کا بھی خالق ہے۔ دنیا کی ہر چیز اس کے حرکت دینے سے متحرک بنتی ہے اور اس کے ساکن کرنے سے ساکن ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بڑے سے بڑا دوسرا نہ چھوٹے سے چھوٹا نفع پہنچانے کی قدرت رکھتا ہے نہ ضرر کے دفع کرنے کی طاقت۔

ہر ادنیٰ و اعلیٰ مخلوق بذات خود بالکل بے بس و بے اختیار ہے۔ اور ہر مخلوق کے فعل و اثر یا نفع و ضرر کی خالق و فاعل بھی وہی ذات اقدس ہے جو خود اس مخلوق کی خالق ہے۔ زمین و آسمان کے سارے انتظامی وسائط و اسباب انسان کی غلامی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں نہ یہ کہ ان کو الٹے آقا و مخدوم اور معبود و مقصود بنا کر ان کی بندگی اور ان کے آگے سرافگندگی میں لگ جائے بندگی اور سرافگندگی اطاعت و فرمانبرداری اور عبدیت صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

ساری کائنات اور انسان اپنی پیدائش ہی میں نہیں بلکہ اپنے بقاء و قیام کے ہر کام میں اپنے رب و قیوم خدا کا ہر آن دست نگر اور محتاج ہے۔ انسان فطرتاً محتاج ہے کمزور ہے فقیر ہے بے شمار چیزیں ہیں جو اس کی ہستی کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہیں مگر اس کے قبضۂ قدرت میں نہیں ہیں بعض اوقات حاصل بھی ہو جاتی ہیں اور پھر چھن بھی جاتی ہیں بہت سی چیزیں اس کے لئے فائدہ مند ہیں لیکن ان کا حاصل کرنا اس کے اختیار میں نہیں ہے کبھی بیماری اور ہلاکت میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن بعض اوقات نہیں کر سکتا اس سے انسان جان لیتا ہے کہ کسی چیز کا ملنا یا نہ ملنا بیماری یا بعد کا دفع ہونا یا نہ ہونا اس کے اختیار سے باہر ہے جب مومن کے لئے یہ محقق ہو گیا کہ جس طرح اللہ ساری کائنات کا خالق ہے اسی طرح اس کی ہر حرکت و سکون کا بھی خالق ہے اور ہر مخلوق کے فعل و اثر کا خالق بھی وہی ہے اور انسان اپنے بقاؤ قیام کے لئے ہر وقت اسی ذات اقدس کا محتاج ہے۔ خالق بھی وہی ہے رازق بھی وہی زندہ بھی وہی کرتا ہے مارتا بھی وہی ہے اس سے ڈرنا چاہیئے اور اسی سے آرزو رکھنی چاہیئے ہر کام میں چھوٹا ہو یا بڑا دنیا کا ہو یا آخرت کا اسی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے کیا کوئی دوسرا بھی ایسا با اختیار اور قدرت والا ہے جس پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے؟

اگر نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو پھر سارے دروازے چھوڑ کر اسی کے دروازے پر آ جاؤ جو اس رحیم و کریم کے دروازے پر آ جاتا ہے وہ دھتکارا نہیں جاتا ہر کام میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اپنی عقل پر اعتماد کرو گے اور اپنے خالق سے الجھنے کی کوشش کرو گے تو تباہ ہو جاؤ گے۔

توکل نتیجہ ہے ایمان راسخ کا جب یہ یقین ہو جائے کہ حق تعالیٰ ہمارے ولی ہیں مولیٰ و نصیر ہیں ہم پر رحیم ہیں تو پھر کائنات کی کوئی چیز بھی ہمیں خوف زدہ نہیں کر سکتی۔ اسباب اختیار کرو لیکن ان کو کامیابی کا ذریعہ خیال نہ کرو۔ کامیابی حق تعالیٰ نے اپنے اختیار میں رکھی ہے۔ دوائی کا استعمال کرنا ہمارا کام ہے شفاء کا دینا نہ دینا اس کے اختیار میں ہے کشتی میں سوار ہونے لگو تو یقین رکھو کہ کشتی کا چلنا اور رکنا اور پار لگنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے چاہے تو طوفان میں گھری ہوئی کشتی کو پار لگا دے اور چاہے تو چار فٹ گہرے پانی میں غرق کر دے۔

بعض اوقات زمین پر چلتے چلتے یا کسی جگہ پر کھڑے ہوئے اچانک پاؤں پھسل جاتا ہے اور آدمی گر پڑتا ہے اور گرتے ہی دل کی حرکت بند ہو جاتی ہے اور آدمی ختم ہو جاتا ہے اور بعض اوقات پچاس فٹ یا اس سے بھی زیادہ اونچائی سے گرنے پر گرنے والے کے بدن پر خراش تک بھی نہیں آتی۔

موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرانے کی خاطر فرعون لعین نے ستر ہزار بچے قتل کرائے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بچا لیا اور اسی سرکش کی گود میں ان کی پرورش کرائی اور ثابت کر کے دکھا دیا کہ حق تعالیٰ جس کی حفاظت کرنا چاہے دنیا کی کوئی طاقت اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

ابراہیم علیہ السلام نے جب تسلیم و توکل کا نمونہ دکھایا اور مخلوق سے کہہ دیا کہ مجھے حق تعالیٰ کے سوا کسی کی مدد کی ضرورت نہیں وہ میرے حال سے پوری طرح واقف ہے تو اللہ تعالیٰ نے نار نمرودی کو ٹھنڈا کر دیا اور وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ کیا آگ پر بارش برسائی گئی تھی یا کسی کنوئیں سے پانی لا کر ڈالا گیا تھا۔ ہرگز نہیں بلکہ خالق ذوالجلال نے آگ کے جلانے والے اثرات کو ضائع کر دیا تھا اور یہ ثابت کر کے دکھا دیا کہ آگ اپنے پیدا کرنے والے کے تابع ہے اس کے حکم کے بغیر کسی کو جلا نہیں سکتی۔ ایسے بے شمار واقعات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر چیز کا فعل و اثر اس کے اپنے قبضے میں نہیں ہے بلکہ اس کے پیدا کرنے والے کے اختیار میں ہے وہ جب چاہے اس کا ظہور ہو اور اس فعل و اثر میں کمی بیشی بھی اس نے اپنے اختیار میں رکھی ہے اس لئے انسان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے اللہ تعالیٰ کو وکیل بنانے اور اس پر بھروسہ کرنے سے بصیرت کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور حق تعالیٰ کی کفالت و وکالت کا یقین ہو جاتا ہے۔

مخلوق کا دروازہ چھوڑ کر خالق کے دروازے پر جانے کے متعلق کسی شاعر نے کیا اچھا کہا ہے۔

ہیچ مے دانی کہ سگ را باگدا غوغائے چیست
منع مے سازد کہ جز حق بر در دیگر مرو

شاعر کہتا ہے کہ کیا تو جانتا ہے کہ کتے



آیاتِ مبارکہ متعلقہ نماز



مرتبہ: محمد عبد الحی .... دودے والی

نماز پڑھو اللہ سے ڈرو	وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ (پ) ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور اللہ سے ڈرو
نماز پڑھ میٹھا بول	وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ پ ترجمہ: اور لوگوں سے اچھا بولو اور نماز قائم کرو
نماز پڑھ نیکی کا حکم کر	يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ (پ) ترجمہ: اے بیٹا نماز قائم کر اور نیکی کا حکم کر
نماز کے علاوہ دائمی ذکر کرو	فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ (پ) ترجمہ: جب نماز پڑھ چکو (پھر بھی ہر دم) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو
نماز کی حفاظت سے جنّت	وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝ پ۲۹ ترجمہ: جو لوگ اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں وہی جنت میں عزت پائیں گے
نماز سے کوئی کام تجھے نہ روکے	رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ پ ترجمہ: اللہ کے بندوں کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر اور نماز سے غافل نہیں کرتی
نماز بُرے کاموں سے روکتی ہے	اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ (پ) ترجمہ: بیشک نماز گندے کاموں اور بری باتوں سے روکتی ہے
نماز اپنے گھر والوں کو سکھا	وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا پ ترجمہ: اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کر اور خود بھی ہمیشہ پڑھ
نماز پورے لباس سے پڑھو	خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ پ ترجمہ: ہر نماز کے وقت اپنی پوری زینت بناؤ (پورا لباس پہنو)
نماز جماعت سے ادا کرو	وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ پ ترجمہ: نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔
نمازی ہی سچّا مومن ہے	اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۝ پ ترجمہ: جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں یہی ہیں سچے مومن
نمازی کے لئے ہی رحمت ہے	رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ پ ترجمہ: رحمت نیکی کرنے والوں کے لئے ہے وہ جو کہ نماز قائم کرتے ہیں
نمازی کا ہی آخرت پر ایمان ہے	يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ پ ترجمہ: جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں یہی ہیں وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔
نمازی ہی اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں	قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ پ ترجمہ: فرما دیجئے میرے بندوں کو جو ایمان لائے اور نماز پڑھتے ہیں
نمازی ہی ناجی مومن ہے	قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ پ ترجمہ: بیشک نجات پائیں گے وہ مومن جو اپنی نماز دل لگانے والے ہیں۔
نمازی ہی تمہارے دینی بھائی ہیں	وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ (پ) ترجمہ: نماز پڑھتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں پس دینی بھائی ہیں۔
نماز میں لاپرواہی نماز کی تباہی	فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ پ ترجمہ: ویل (حسرت یا دوزخ) ہے اُن نمازیوں کیلئے جو اپنی نماز کو بھول جاتے ہیں
بے نماز مشرک ہے	وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ پ (ترجمہ) نماز قائم کرو اور مشرکوں سے نہ ہو جاؤ
بے نماز دوزخ کے نالہ غی میں	اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ پ ترجمہ۔ نماز ضائع کر دی اور خواہشوں کے پیچھے لگ گئے عنقریب غی میں ملیں گے۔
بے نماز نے دین کو سچا نہیں جانا	فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ۝ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ پ (ترجمہ) نہ دین کو سچا جانا نہ نماز پڑھی لیکن دین کو جھٹلایا اور منہ پھیر لیا



احادیث شریفہ متعلقہ نماز



(مرتبہ، محمد عبد الحئی دودے والے)

نماز مومن کا نور ہے	اَلصَّلٰوۃُ نُوْرُ الْمُؤْمِنِ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۳۲) نماز مومن کا نور ہے
نماز مومن کی معراج ہے	اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ (مکتوبات شریف مجددی دفتر اول مکتوب ص ۲۶۱) نماز مومنوں کی معراج ہے
نماز دل کی راحت ہے	یَا بِلَالُ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ اَرِحْنَا بِھَا (ابو داؤد ج ۲ ص ۶۸۱) اے بلال نماز قائم کر (اذان پڑھ) ہمیں نماز سے راحت دلا
نماز آنکھوں کی ٹھنڈک ہے	جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ (مشکوٰۃ ص ۴۴۹) نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنائی گئی
نماز میں شفاء ہے	قُمْ فَصَلِّ فَاِنَّ فِی الصَّلٰوۃِ شِفَاءً (ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۵۵) ابوہریرہؓ کو درد شکم تھا خدمت میں آئے، فرمایا اٹھ نماز پڑھ بیشک نماز میں شفا ہے۔
نماز جنّت کی کنجی ہے	مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ الصَّلٰوۃُ (مشکوٰۃ ص ۳۹) جنّت کی کنجی نماز ہے
نماز دین کا ستون ہے	اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ فَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ (احیاء العلوم ج ۱ ص ۸۷) نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز چھوڑ دی دین کا محل گرا دیا
نماز چھوڑنا کفر ہے	بَیْنَ الْکُفْرِ وَالْاِیْمَانِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ (ترمذی ج ۲ ص ۲۳) کفر اور ایمان کے درمیان فرق نماز کا چھوڑنا ہے
نماز منافق پر بھاری ہے	اَثْقَلُ الصَّلٰوۃِ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ الْعِشَاءُ وَالْفَجْرُ (بخاری ص ۹۰) منافقوں پر دو نمازیں بھاری ہیں، نماز عشاء اور نماز فجر۔
نماز اپنے بچوں کو سکھاؤ	عَلِّمُوا الصَّبِیَّ الصَّلٰوۃَ ابْنَ سَبْعٍ وَاضْرِبُوْہُ عَلَیْھَا ابْنَ عَشْرَۃٍ (ترمذی ص ۸۳۴) سات سال کے بچے کو نماز سکھاؤ اور دس سال ہو تو اسے (نماز نہ پڑھنے پر) مارو
نماز کا حساب پہلے ہوگا	اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِہِ الْعَبْدُ بِصَلٰوتِہٖ (نسائی ج ۱ ص ۸۱) پہلے جس چیز کا بندے سے حساب لیا جائے گا وہ اس کی نماز ہے۔
نماز با جماعت پڑھو	صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ اَفْضَلُ صَلٰوۃِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً (مسلم ج ۱ ص ۲۳۲) نماز با جماعت اکیلی نماز سے ۲۷ درجہ بڑھ کر ہے
تارک جماعت کی نماز نامقبول	مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِیَ فَلَمْ یَمْنَعْہُ مِنِ اتِّبَاعِہٖ عُذْرٌ لَمْ تُقْبَلْ مِنْہُ الصَّلٰوۃُ صَلّٰی (ابو داؤد ج ۱ ص ۸۱) جس نے اذان سنی اور کوئی عذر نہیں کہ مسجد سے رکے اس کی نماز نہیں جو (بے جماعت) پڑھی
مسجد سے محبّت رکھنے والا مومن ہے	اِذَا رَاَیْتُمُ الرَّجُلَ یَتَعَاھَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْھَدُوْا لَہٗ بِالْاِیْمَانِ (ترمذی ج ۲ ص ۲۲) جب تم کسی مرد کو دیکھو کہ مسجد سے لگاؤ ہے اس کے ایمان کی گواہی دو
مسجد والوں پر عذاب معاف	لَوْ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ نَارٌ لَّمَا نَجٰی مِنْھَا اِلَّا اَھْلُ الْمَسَاجِدِ (فتح الربانی وعظ غوث اعظم ص ۱۶) اگر آسمان سے آگ (عذاب) اترتی تو مسجد والوں کے سوا کوئی نہ بچتا
منافق مسجد سے دور رہتا ہے	ھٰذِہِ الْمَسَاجِدُ مَا یَتَخَلَّفُ عَنْھَا اِلَّا مُنَافِقٌ (مسلم ج ۱ ص ۲۳۲) یہ مسجدیں ان سے منافق ہی دور رہتا ہے
بے نماز کا دین خراب	لَا خَیْرَ فِیْ دِیْنٍ لَّا صَلٰوۃَ لَہٗ (زرقانی ج ۴ ص ۳) اس دین میں بھلائی (نیکی) نہیں جس میں نماز نہیں
بے ایمان کا ایمان ناقص	لَا اِیْمَانَ لَہٗ لِمَنْ لَّا صَلٰوۃَ لَہٗ (دلیل العارفین ص ۱۴ بروایت خواجہ اجمیری) جس شخص کے پاس نماز نہیں اس کا ایمان نہیں
بے نماز کی ہر نیکی نامقبول	مُضَیِّعٌ لِّلصَّلٰوۃِ لَمْ یَعْبَاِ اللّٰہُ بِشَیْءٍ مِّنْ حَسَنَاتِہٖ (احیاء العلوم ج ۱ ص ۸۵) جو نماز کا ضائع کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ اس کی کسی نیکی کی پرواہ نہیں کرے گا،
بے نماز کا حشر فرعون کے ساتھ	مَنْ ضَیَّعَ الصَّلٰوۃَ حُشِرَ مَعَ فِرْعَوْنَ وَھَامَانَ (مشکوٰۃ ص ۵۹، احیاء العلوم ج ۱ ص ۹۷) جس نے نماز ضائع کر دی اس کا حشر فرعون اور ہامان کے ساتھ ہوگا۔

آٹھ مسئلے

حاتم اصمؒ مشہور بزرگ اور حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد ہیں۔ شیخ نے ایک مرتبہ اُن سے یہ دریافت کیا کہ حاتم کتنے دن سے تم میرے ساتھ ہو؟ انہوں نے عرض کیا "حضرت تینتیس ۳۳ برس سے" فرمانے لگے "اتنے دنوں میں تم نے مجھ سے کیا سیکھا؟" حاتم نے عرض کیا "حضرت آٹھ مسئلے سیکھے ہیں" حضرت شقیق بلخیؒ نے فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون! اتنی طویل مدت میں صرف آٹھ مسئلے سیکھے ہیں! میری تو عمر ہی تمہارے ساتھ ضائع ہوگئی"۔ حاتم نے عرض کیا حضرت واقعی صرف آٹھ مسئلے ہی سیکھے ہیں۔ جھوٹ تو بول نہیں سکتا اور نہ بحمداللہ مجھے اس کی عادت ہے"۔ حضرت شقیقؒ نے فرمایا "اچھا بتاؤ، وہ آٹھ مسئلے کیا ہیں؟" حاتم نے عرض کیا:۔

۱۔ میں نے دیکھا کہ ساری مخلوق کو کسی نہ کسی سے محبت ہے (بیوی سے، مال سے اولاد و احباب وغیرہ سے) لیکن میں نے دیکھا کہ جب کوئی شخص قبر میں جاتا ہے تو اس کا محبوب اُس سے جدا ہو جاتا ہے اس لئے میں نے نیکیوں سے محبت کر لی تاکہ جب میں قبر میں جاؤں تو میرا محبوب بھی میرے ساتھ ہی جائے۔ اور مرنے کے بعد بھی مجھ سے جدا نہ ہو"۔ حضرت شقیقؒ نے فرمایا "آپ نے بہت اچھا کیا" حضرت حاتمؒ نے سلسلۂ سخن جاری رکھتے ہوئے فرمایا:۔

۲۔ میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان قرآن کریم میں دیکھا وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ الآیہ (والنازعات ع ۲) اور جو شخص (دنیا میں) اپنے رب کے سامنے (آخرت میں) کھڑا ہونے سے ڈرا ہوگا۔ اور نفس کو (بری) خواہشات سے روکا ہوگا تو جنت اُس کا ٹھکانا ہوگا۔ میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد حق ہے میں نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکا یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر جم گیا۔

۳۔ میں نے دنیا کو دیکھا کہ ہر شخص کے نزدیک جو چیز بہت قیمتی یا محبوب ہوتی ہے تو وہ اُس کو اُٹھا کر بڑی احتیاط سے رکھتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔ چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد دیکھا۔ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ (سورہ نحل رکوع ۱۳) یعنی جو کچھ تمہارے پاس دنیا میں ہے وہ ختم ہو جائے گا (خواہ وہ جاتا رہے یا تم جاتے رہو، ہر حال میں وہ ختم ہو گیا) اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ ہمیشہ باقی رہنے والی چیز ہے) اس آیت شریفہ کے پیش نظر جو بھی اس قسم کی چیز میرے پاس آئی کہ جس کی مجھے وقعت زیادہ ہوئی اور وہ مجھے زیادہ پسند آئی۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے پاس بھیج دی تاکہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے۔

۴۔ میں نے ساری دنیا کو دیکھا کوئی شخص مال کی طرف (اپنی عزت اور بڑائی میں) لوٹتا ہے۔ کوئی حسب کی شرافت کی طرف، کوئی اور فخر کی چیزوں کی طرف یعنی ان چیزوں کے ذریعے اپنے اندر بڑائی پیدا کرتا ہے اور اپنی بڑائی ظاہر کرتا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد دیکھا۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (حجرات ع ۲) اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ اس بنا پر میں نے تقویٰ اختیار کر لیا تاکہ اللہ جل شانہٗ کے نزدیک شریف بن جاؤں"۔

۵۔ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے پر طعن کرتے ہیں، دوسروں کی عیب جوئی کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ حسد کی وجہ سے ہوتا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد دیکھا نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيْشَتَهُمْ الآیہ زخرف ع ۳۔ دنیوی زندگی میں اُن کی روزی ہم نے ہی تقسیم کر رکھی ہے اور "اس تقسیم میں" ہم نے ایک کو دوسرے پر فوقیت دے رکھی ہے۔ تاکہ (اس کی وجہ سے) ایک دوسرے سے کام لیتا رہے (سب کے سب برابر ایک ہی نمونہ کے بن جائیں تو پھر کوئی کسی کا کام کیوں کرے، کیوں نوکری کرے، اور اس سے دنیا کا نظام خراب ہو جائے) میں نے اس آیتِ شریفہ کی وجہ سے حسد کرنا چھوڑ دیا۔ ساری مخلوق سے بے تعلق ہوگیا اور میں نے جان لیا کہ روزی کا بانٹنا صرف اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہے وہ جس کے حصہ میں جتنا چاہے لگائے۔ اس لئے لوگوں کی عداوت چھوڑ دی اور یہ سمجھ لیا کہ کسی کے پاس مال کے کم یا زیادہ ہونے میں اُن کے فعل کو زیادہ دخل نہیں ہے۔ یہ تو مالک الملک کی طرف سے ہے اس لئے اب کسی پر غصہ ہی نہیں آتا۔

۶۔ میں نے دنیا میں دیکھا کہ ہر شخص کی تقریباً کسی نہ کسی سے لڑائی ہے، کسی نہ کسی سے دشمنی ہے۔ میں نے غور کیا تو دیکھا کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا۔ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا (فاطر ع ۱) "شیطان بے شبہ تمہارا دشمن ہے۔ پس اُس کی دشمنی ہی رکھو (اُس کو دوست نہ بناؤ) پس میں نے اپنی دشمنی کے لئے اُسے چُن لیا اور اس سے دور رہنے کی انتہائی کوشش کرتا ہوں۔ اس لئے کہ جب حق تعالیٰ شانہٗ نے اُس کے دشمن ہونے کو فرما دیا تو میں نے اُس کے علاوہ سے اپنی دشمنی اور عداوت ہٹا لی۔

۷۔ میں نے دیکھا کہ ساری مخلوق روٹی کی فکر میں لگ رہی ہے اور اسی طلب کی وجہ سے اپنے آپ کو دوسروں کے سامنے ذلیل کرتی ہے اور ناجائز چیزیں اختیار کرتی ہے پھر میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا۔ (ہود۔ ع ۱) اور کوئی جاندار زمین پر چلنے والا ایسا نہیں ہے جس کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو پس میں نے اپنے اوقات اُن چیزوں میں مشغول کر لئے جو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لازم ہیں۔ اور جو چیز اللہ تعالیٰ کے ذمہ تھی اُس سے اپنے اوقات کو فارغ کر لیا۔

۸۔ میں نے دیکھا کہ ساری مخلوق کا اعتماد اور بھروسہ کسی خاص ایسی چیز پر ہے۔ جو بذاتِ خود مخلوق ہے۔ کوئی اپنی جائداد پر بھروسہ کرتا ہے، کوئی اپنی تجارت پر اعتماد کرتا ہے کوئی اپنی دستکاری پر نگاہ جمائے ہوئے ہے، کوئی اپنے بدن کی قوت و صحت پر (کہ جب چاہے جس طرح چاہے روزی کما لے گا) اور ساری مخلوق ایسی چیزوں پر اعتماد کئے ہوئے ہے جو ان کی طرح خود مخلوق ہیں۔ میری نظر جنابِ باری کے ارشاد

(بقیہ ص ۱۶)

یاجوج اور ماجوج کی تحقیق

ایم عبدالرحمن لودھیانوی - شیخوپورہ

بہ اتفاقِ محققین یہ دونوں دو قوموں کے عجمی نام ہیں - جو یافث بن نوحؑ کی نسل سے ہیں - تفسیر کبیر میں ہے - اِنَّهُمَا مِنَ التُّرْكِ وَقِيْلَ يَاجُوْجُ مِنَ التُّرْكِ وَمَاجُوْجُ مِنَ الْجِيْلِ وَالدَّيْلَمِ -

بعض کہتے ہیں یاجوج ماجوج دونوں ترکوں کے قبیلہ ہیں بعض کہتے ہیں یاجوج ترکوں میں سے ہیں اور ماجوج جیل اور دیلم سے (بیضاوی اور ابوالسعود و دیگر مفسّرین ان کو یافث کی نسل سے کہتے ہیں - مطلب ایک ہی ہے کتاب المسالک والممالک میں چین کا حال بیان کر کے لکھتا ہے - یکون یاجوج وماجوج مَا وَرَاءَهُمْ اِلَى الْبَحْرِ الْمُحِيْطِ کہ چین سے متصل بحرِ اعظم کے کنارہ . . . جبل الطائی کے پرلی طرف یاجوج ماجوج قوم ہے - منچوریا منگولیا - کوریا - چین سے ملے ہوئے ہیں - دریا کی حد تک، وہ ان سب کو یاجوج ماجوج بتلاتا ہے - انہیں کے روکنے کے لئے فغفور چین نے اپنے ملک کی حفاظت کے لئے دیوار چین بنائی تھی - اور انہیں کے لئے ذوالقرنین نے اس درہ کو بند کر دیا تھا - اور ایک جگہ لکھتا ہے - وَاَمَّا يَاجُوْجُ فَهُمْ فِيْ نَاحِيَةِ الشِّمَالِ اِذَا قَطَعْتَ مَا بَيْنَ الْكِيْمَاكِيَّةِ اور اسی کے مطابق اور قدیم جغرافیہ دانوں نے بھی بیان کیا ہے - جس سے منچوریا اور منگولیا کے لوگ معلوم ہوتے ہیں یہ لوگ دیو بھوت نہیں ہمارے جیسے آدمی ہیں ہاں کسی زمانہ میں وحشی درندے، سفاک، جاہل، کافر ضرور تھے اور کچھ اب بھی ہیں - جغرافیہ جامِ جم میں جو انگریزی کتابوں کا ترجمہ ہے - مرزا فرہاد نے ایسا ہی لکھا ہے -

اس تقدیر پر منگول دمن جیوا جو چینی تاتار کے باشندے ہیں انہیں کو پہلے زمانہ میں یاجوج ماجوج کہتے تھے اور یاجوج ماجوج کے لفظ کو منگول دمن جیوا کر لیا یا اس کے برعکس ہوا اور صدیوں کے بعد الفاظ میں اس قسم کے تغیّرات ہو جاتے ہیں کہ جس کا اصل پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے - انگریزی میں یعقوب کا جیکب اور سکندر کا الیگزنڈر، یوسف کا جوزف بن گیا - اسی طرح یونانی الفاظ کا عربی میں آکر ایسا ہی حال ہوا - اور زبانوں کے الفاظ کو اسی طرح قیاس کر لینا چاہئے - جب یہ مان لیا گیا کہ یہ یاجوج ماجوج عربی نہیں بلکہ عجمی لفظ ہیں - اب نہیں کہہ سکتے کہ کس ملک کے لفظ تھے اور عربی میں آکر ان میں کیا تغیّر ہوا اور پہلے یہ اپنی اصلی زبان میں کیا تھے اور اب وہاں یہ کس طرح پر ہیں؟

توراۃ کتاب پیدائش کے دسویں باب میں یوں آتا ہے -

یافث کے سات بیٹے ہیں (۱) جمر (۲) ماجوج (۳) مادی (۴) یونان (۵) توبل (۶) مسک (۷) تیراس

اس یاجوج کی بابت ہمارا معزز معاصر لکھتا ہے - کہ یہ ماکوک سے معرّب ہوا جس کو عبرانی میں ماغوغ کہتے تھے اور آگے چل کر یہ ثابت کیا ہے کہ گاگ میگاگ جس کا یاجوج ماجوج بنایا ہے ایک ہی قوم پر استعمال کیا جاتا ہے ایسا ہو گا مگر اس کی دلیل بیان نہیں کی -

اس میں کوئی شک نہیں کہ یاجوج ماجوج ابتدا میں کسی شخص کا نام تھا پھر اس کی اولاد پر مستعمل ہونے لگا - کتاب حزقیل کے ۳۸ باب میں یوں آیا ہے اور خداوند کا کلام مجھ کو پہنچا اور اس نے کہا - "اے آدم زاد! تو جوج کی سرزمین کا ہے اور روش اور مسک اور قوبال کا سردار ہے اپنا منہ کر اور اس کے برخلاف نبوت کر"

یہاں جوج کو ماجوج کی سرزمین کا رہنے والا اور روش اور مسک اور قوبال قوموں کا سردار کہا -

بہ ظاہر یاجوج اس ملک اور اس قوم کو کہا جو یاجوج بن یافث کی اولاد سے ہیں - اور جو انہیں بلادِ شمالیہ میں رہتے تھے جن کو آج کل تاتار اور چینی تاتار و ترکستان کہتے ہیں - اور انہیں کی نسل کے لوگوں سے یہ ملک آباد ہیں - اور جوج یعنی یاجوج ان میں سے کسی خاص فرقے کا نام تھا جو روس، توبال اور مسک قوموں کا ان دنوں میں حاکم ہو گا -

یہاں سے بعض صاحبان کا یہ خیال کر لینا کہ جوج سے انگریز اور یاجوج سے روسی لوگ مراد ہیں محض غلط ہے نہ اس کی کوئی سند ہے نہ اس کا قائل کوئی عاقل ہے

اور بعض لوگ یاجوج ماجوج چنگیز خانیوں کو کہتے ہیں -

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ۝ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۝ (پ ۱۶ ع ۲)

ترجمہ: - اُس (ذوالقرنین) نے پھر تیاری کی - یہاں تک کہ وہ دو دروں میں پہنچا تو ان کے پار ایک ایسی قوم ملی جو بات نہ سمجھ سکتی تھی - انہوں نے کہا اے ذوالقرنین! یاجوج ماجوج نے تو ملک میں فساد ڈال رکھا ہے پھر اگر آپ کہیں تو آپ کے لئے ایک محصول قائم کریں اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور ان کے بیچ کوئی مستحکم دیوار بنا دیں -

تفسیر: - یہ ذوالقرنین کا تیسرا سفر ہے اس کی کوئی سمت بیان نہیں کی - غالباً شمالی رُخ کا دھاوا ہے کیونکہ زمین کی آبادی اسی حصہ میں بیشتر ہے - شمال میں فتح کرتے کرتے دو پہاڑوں کی گھاٹی میں پہنچے - اور اس کے متصل ایک ایسی قوم ملی جو بات نہ سمجھ سکتی تھی - ترجمان کے ذریعہ انہوں نے ذوالقرنین سے قوم یاجوج و ماجوج کی سرکشی اور فساد کا حال بیان کر کے اس گھاٹی کے بند کرنے کی درخواست کی کہ جس سے گزر کر یہ دونوں قومیں اُن کے ملک میں قتل و غارت کرتی تھیں - اور اس پر انہوں نے کچھ روپیہ یا پیداوار دینے کا بھی وعدہ کیا - ذوالقرنین نے کہا خدا نے مجھے بہت کچھ دے رکھا ہے تم صرف جسمانی مدد دو کہ لوہے کے تختے میرے پاس لاؤ - چنانچہ وہ لوگ لائے - پس جب پہاڑوں کی چوٹیوں تک درّہ کو لوہے اور پتھروں سے چن دیا - تو تانبا یا سیسہ پگھلا کر ڈال دیا جس سے وہ دیوار مضبوط ہو گئی کہ نہ تو اس کی بلندی اور چکنا ہٹ کی وجہ سے یاجوج ماجوج اُس پر چڑھ سکتے تھے نہ اس میں سوراخ کر سکتے تھے - ذوالقرنین نے کہا یہ تم پر رحمتِ الٰہی ہے - اس کے گرنے کا ایک وقت خدا نے مقرر کر رکھا ہے جب وہ وقت آئے گا تو گر جائے گی یہ اس لئے کہا تاکہ شکر گذاری کرتے رہیں اور ڈرتے رہیں -

خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ وقتِ موعود پر دیوار ٹوٹے گی اور قوم یاجوج ماجوج اس میں سے ادھر کے ملکوں میں آئے گی تو اس قدر ہجوم ہو گا

کہ دھکم دھکا ایک دوسرے پر گرتے پڑتے ٹڈی دل کی طرح اُمڈتے چلے آئیں گے۔ آکر زمین میں فساد کریں گے ...... قتل کریں گے کھیتیاں اُجاڑیں گے۔ چونکہ دیوار کا ٹوٹنا یاجوج ماجوج کا باہر آکر فساد کرنا بلحاظ زمانہ ذوالقرنین کے ہزاروں سینکڑوں برس کے بعد ہوگا۔ اور یہ زمانہ قیامت کے قریب ہوگا۔

جب یاجوج ماجوج کو کھول دیں گے۔ تو وہ ہر بلندی سے دوڑتے چلے آئیں گے۔ (تفسیر حقانی)

(از تفسیر حضرت مولانا عثمانیؒ) مغربی سفر سے فارغ ہو کر ذوالقرنین مشرقی سفر کا سامان درست کرنے لگا۔ اثنائے سفر میں اُن اقوام پر بھی گذر ہوا۔ جو اس کے زیر حکومت آچکی تھیں اور بعض اقوام نے ایک طاقت ور بادشاہ سمجھ کر ظالموں کے مقابلہ میں فریاد کی۔ جس کا ذوالقرنین نے اپنی غیر معمولی قوت سے سدِ باب کر دیا۔

اُس قوم اور یاجوج ماجوج کے ملک میں دو پہاڑ حائل تھے۔ جن پر چڑھائی ممکن نہ تھی۔ البتہ دونوں پہاڑوں کے بیچ میں ایک درّہ کھلا ہوا تھا اُسی سے یاجوج ماجوج آتے اور ان لوگوں کو لوٹ مار کر چلے جاتے۔

ذوالقرنین کے غیر معمولی اسباب و وسائل اور قوت و حشمت کو دیکھ کر انہیں خیال ہوا کہ ہماری تکالیف و مصائب کا سدِ باب اس سے ہو سکے گا اس لئے گذارش کی کہ "یاجوج ماجوج" نے ہمارے ملک میں اُدھم مچا رکھا ہے۔ یہاں آکر قتل و غارت دلوٹ مار کرتے رہتے ہیں۔ آپ اگر ہمارے اور ان کے درمیان کوئی مضبوط روک قائم کر دیں جس سے ہماری حفاظت ہو جائے۔ جو کچھ اس پر خرچ آئے ہم ادا کرنے کو تیار ہیں۔ چاہے آپ ٹیکس لگا کر ہم سے وصول کر لیں۔

یاجوج ماجوج کون ہیں، کس ملک میں رہتے ہیں؟ ذوالقرنین کی بنائی ہوئی آہنی دیوار کہاں ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کے متعلق مفسرین اور مؤرخین کے اقوال مختلف رہے ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ یاجوج ماجوج کی قوم عام انسانوں اور جنات کے درمیان ایک برزخی مخلوق ہے اور جیسا کہ کعب احبار نے فرمایا اور نووی نے فتاویٰ میں جمہور علماء سے نقل کیا ہے۔

ان کا سلسلہ نسب باپ کی طرف سے آدمؑ پر ختم ہوتا ہے۔ مگر ماں کی طرف سے حوّا تک نہیں پہنچتا۔ گویا وہ عام آدمیوں کے محض باپ شریک بھائی ہوئے۔ کیا عجب ہے کہ دجال اکبر جسے تمیم داری نے کسی جزیرہ میں مقید دیکھا

تھا۔ اسی قوم میں کا ہو۔ جب حضرت مسیحؑ جو محض ایک آدم زاد خاتون (مریم صدیقہ) کے بطن سے فرشتہ کے پھونک مارنے کی وجہ سے پیدا ہوئے نزول مِنَ السَّمَاءِ کے بعد دجال کو ہلاک کر دیں گے۔ اُس وقت یہ قوم یاجوج ماجوج دنیا پر خروج کرے گی۔ اور آخر کار حضرت مسیحؑ کی دعا سے غیر معمولی موت مرے گی۔

وَحَرَامٌ عَلٰی قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۝ (پ ۱۷ ع ۷)

ترجمہ:۔ اور ہر بستی پر مقرر ہو چکا ہے کہ ہم نے غارت کر دیا کہ وہ لوٹ کر نہیں آئیں گے یہاں تک کہ جب کھول دئے جائیں یاجوج اور ماجوج اور وہ ہر اُونچان سے پھسلتے چلے آئیں گے۔

مطلب:۔ جن کافروں کے لئے ہلاک اور غارت ہونا مقدر ہو چکا وہ کبھی اپنے کفر و عصیان کو چھوڑ کر اور توبہ کر کے خدا کی طرف رجوع ہونے والے نہیں۔ نہ وہ کبھی دنیا میں اس غرض کے لئے واپس بھیجے جا سکتے ہیں کہ دوبارہ یہاں آکر گذشتہ زندگی کی تقصیرات کی تلافی کر لیں۔ پھر انہیں نجات و فلاح کی توقع کدھر سے ہو سکتی ہے۔ ان کے لئے تو صرف ایک ہی وقت ہے جب وہ دوبارہ زندہ ہو کر خدا کی طرف رجوع کریں گے اور اپنی زیادتیوں کا اقرار کر کے پشیمان ہوں گے۔ مگر اس وقت پشیمانی کچھ کام نہیں آئے گی۔ وہ وقت قیامت کا ہے جس کے شروع قریب میں یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا۔

قیامت کے قریب نزول عیسیٰؑ کے بعد سدِ ذوالقرنین توڑ کر یاجوج ماجوج کا لشکر ٹوٹ پڑے گا۔ یہ لوگ اپنی کثرت و اژدہام کی وجہ سے تمام بلندی و پستی پر چھا جائیں گے۔ جدھر دیکھو ان ہی کا ہجوم نظر آئے گا۔ اُن کا بے پناہ سیلاب ایسی شدت اور تیز رفتار سے آئے گا کہ کوئی انسانی طاقت روک نہ سکے گی۔ یہ معلوم ہوگا کہ ہر ایک ٹیلہ اور پہاڑ سے ان کی فوجیں پھسلتی اور لڑھکتی چلی آرہی ہیں۔

ترمذی کہتے ہیں کہ اے مسلمانو! قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم ایسی قوم سے نہ لڑو گے جن کی بالوں کی جوتیاں ہوں گی اور ان کے چہرے ڈھالوں جیسے چوڑے چکلے ہوں گے۔ یعنی قیامت سے پہلے تم کو ایسی قوموں سے لڑنے کا اتفاق ضرور ہوگا اور اس قوم سے مراد ترک اور تاتاری لوگ ہیں۔ مگر بعض علماء کہتے ہیں وہی یاجوج ماجوج ہیں جو چنگیز خان اور اس کے بیٹے کے عہد میں خروج کر آئے تھے۔

واللہ اعلم۔

علمائے اسلام احادیث سے استدلال کر کے کہتے ہیں کہ یہ دیوار قیامت کے قریب ٹوٹ جائے گی اور یہ تاتار اور چینی تاتاری قومیں جن کو یاجوج ماجوج کہا ہے۔ شام وغیرہ ملکوں پر حملہ آور ہوں گے۔ پھر ملکوں میں سخت فساد برپا کریں گے پھر خدا تعالیٰ کی ایک بلائے آسمانی سے سب ہلاک ہو جائیں گے۔

از تفسیر بیان القرآن حضرت مولانا اشرف علیؒ۔ پھر مغرب و مشرق فتح کر کے ذوالقرنین ایک اور راہ پر ہوئے۔ شاید یہ سمت شمال ہو۔ یہاں تک کہ جب مسافت قطع کر کے ایک ایسے مقام پر جو دو پہاڑوں کے درمیان میں تھا، پہنچے تو ان پہاڑوں سے اُس طرف ایک قوم کو دیکھا جو بالکل اجنبی تھے۔ وحشی اور بے سمجھ ہونے کی وجہ سے وہ کسی بات کو بھی سمجھتے نہیں تھے۔ مگر کسی مترجم کے ذریعہ سے۔ انہوں نے ذوالقرنین سے عرض کیا کہ اے ذوالقرنین! قوم یاجوج ماجوج جو گھاٹی کے اُس طرف رہتی ہے ہماری اس سرزمین میں کبھی کبھی آکر بڑا فساد مچاتی ہے۔ ہم پر حملہ کر دیتی ہے۔ اور ہم اُس قوم کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ سو کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ ہم لوگ آپ کے لئے کچھ چندہ جمع کر دیں۔ اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور اُن کے درمیان کوئی آڑ بنا دیں کہ وہ پھر آنے نہ پائیں۔ ذوالقرنین نے جواب دیا کہ جس مال میں میرے رب نے مجھ کو تصرف کرنے کا اختیار دیا ہے وہ بہت کچھ ہے سو مال کی تو مجھ کو ضرورت نہیں۔ البتہ ہاتھ پاؤں سے میری مدد کرو تو میں تمہارے اور اُن کے درمیان خوب مضبوط دیوار بنا دوں، اچھا تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ۔ دام سرکار سے ملیں گے اور ضرورت کی اور چیزیں بھی منگوانی ہوں گی۔ چنانچہ سب سامان جمع کیا گیا اور دونوں پہاڑوں کے درمیان بنیاد کھود کر اس کو پتھروں سے بھروا کر اوپر سے بھی لوہے کی چادروں کے ردّے رکھنے شروع کئے یہاں تک کہ جب ردّے ملاتے ملاتے اُن دونوں پہاڑوں کے دونوں سروں کے بیچ کے خلا کو پہاڑوں کے برابر کر دیا تو حکم دیا کہ دھونکو۔ دھونکنا شروع ہو گیا یہاں تک کہ جب دھونکتے دھونکتے اُس کو سرخ انگارا کر دیا اُس وقت حکم دیا کہ اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ جو پہلے سے تیار کرا لیا ہوگا کہ اُس پر ڈال دوں چنانچہ تانبا لایا گیا۔ اور آلات کے ذریعہ اوپر سے گرا دیا گیا کہ تمام درزوں میں گھس کر سب چادریں ایک

ذات ہو کر ایک ڈال کی دیوار آہنی بن گئی اس کا طول و عرض خدا کو معلوم، سو نہایت اونچی اور مضبوط ہونے کے سبب سے نہ تو یاجوج ماجوج اس پر چڑھ سکتے اور نہ ہی اس میں نقب لگا سکتے تھے اور دیوار بنانے کے وقت وہ لوگ اس موقع سے بہت دور تھے۔ کیونکہ اس طرف وسیع زمین ہے۔

ذوالقرنین نے جب اس دیوار کو تیار دیکھا جس کا تیار کرنا معمولی کام نہ تھا تو بطور شکر کے کہا کہ یہ دیوار کی تیاری میرے رب کی رحمت ہے۔ مجھ پر اس وجہ سے کہ اس نے میرے ہاتھ سے یہ کام لیا اور اس دیوار سے باہر بسنے والوں کے لئے بھی کہ یاجوج ماجوج کے شر سے محفوظ ہوگئے پھر جب اس کے فنا کا وقت آئے گا تو اس کو ڈھا کر زمین کے برابر کر دے گا اور میرے رب کا کام اپنے وقت پر ضرور واقع ہوتا ہے۔

(سورۂ کہف۔ رع ۱۱)

قرآن و حدیث سے اس کے متعلق چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ اس کا بانی کوئی مقبول بندہ ہے دوسرے یہ کہ وہ جلیل القدر بادشاہ ہے (۳) یہ کہ وہ دیوار آہنی ہے۔ (۴) اُس کے دونوں سرے دو پہاڑوں سے ملے ہوئے ہیں۔ (۵) یہ کہ اس دیوار کے اُس طرف جو یاجوج وماجوج ہیں وہ بھی عام مفہوم نکل سکے (۶) یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اس دیوار میں تھوڑا سا سوراخ ہو گیا ہے (۷) یہ کہ وہ لوگ ہر روز اس دیوار کو چھیلتے ہیں اور پھر وہ دیوار اللہ کے حکم سے پہلے ہی کی طرح مضبوط ہو جاتی ہے اور قربِ قیامت میں جب چھیل چکیں گے تو کہیں گے کہ انشاء اللہ تعالیٰ کل بالکل آر پار کر دیں گے چنانچہ اُس روز وہ دیوار پھر ویسی نہ ہوگی۔ اور اگلے روز اُسے توڑ کر نکل پڑیں گے۔ (۸) یہ کہ یاجوج و ماجوج کی قوت باوجود آدمی ہونے کے دیگر آدمیوں سے بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہے اور تعداد میں بھی بہت زیادہ ہیں (۹) یہ کہ وہ عیسیٰؑ کے وقت میں نکلیں گے۔ اور اُس وقت عیسیٰؑ بوحی الٰہی خاص خاص لوگوں کو لے کر کوہِ طور پر چلے جائیں گے۔ باقی لوگ اپنے اپنے طور پر قلعہ بند اور محفوظ مکانوں میں بند ہو جائیں گے (۱۰) یہ کہ وہ دفعتہً غیر معمولی موت سے مر جائیں گے۔

اوّل کے پانچ اوصاف قرآن سے اور آخر کے پانچ اوصاف احادیثِ صحیحہ سے معلوم ہوتے ہیں۔ پس جو شخص ان سب اوصاف کو پیشِ نظر رکھے گا۔ اس کو معلوم ہوگا کہ جتنے ۴۴ دیواروں کا لوگوں نے اپنی رائے سے پتہ دیا ہے یہ مجموعۂ اوصاف ایک میں بھی نہیں پایا جاتا۔ پس وہ خیالات صحیح معلوم نہیں ہوتے اور حدیثوں کا انکار یا نصوص کی تاویلات بعیدہ خود دین کے خلاف ہے۔ رہا یہ شبہ مخالفین کا کہ ہم نے تمام زمین کو چھان مارا! مگر کہیں اس کا پتہ نہیں ملا۔ صاحب روح المعانی نے لکھا ہے کہ ہم کو اس کا موقع معلوم نہیں۔ ممکن ہے کہ ہمارے اور اس کے درمیان بڑے بڑے سمندر حائل ہوں۔ اور یونہی اٹکلیں دوڑانا واجب التسلیم نہیں۔ اور جب مخبر صادقؐ نے (جس کا صدق دلائل قطعیہ سے ثابت ہے) اس دیوار کی مع اس کے اوصاف کے خبر دی ہے تو ہم پر تصدیق کرنا واجب ہے اور ایسے مشککین کے فضول کلام کی طرف توجہ کرنے کا منشاء محض دین کی کمزوری اور ایمان کی کمی ہے۔

یاجوج ماجوج دو قبیلے ہیں

یہ مفسد پہاڑی لوگ موسم بہار میں پہاڑ سے اِدھر آکر کھیتی باڑی سب چاٹ جاتے ہیں اور مکانات ویران کر جاتے ہیں۔ اس مقام پر جو قوم آباد تھی اس کی زبان غیر تھی جو سمجھ میں نہ آتی تھی۔ غرض انہوں نے ذوالقرنین کو صاحب لشکر و جاہ و حشم دیکھ کر اپنی زبان میں اشارہ وغیرہ سے سمجھا کر اپنی قابلِ رحم مصیبت ظاہر کی اور ایک مضبوط دیوار حائل کرانی چاہی۔ ذوالقرنین نے اوّل لوہے کے بڑے بڑے ٹکڑے دونوں پہاڑوں کی کشادگی میں ڈلوائے اور اس میں آگ دے کر خوب دھونکوانا شروع کیا۔ اور جب وہ لال انگارا بن گیا تو اس پر پگھلا ہوا تانبا ڈلوا دیا جو درزوں میں بیٹھ کر جم گیا اور سب مل کر ایک مضبوط ...... پہاڑ جیسی دیوار بن گئی جس کا نام سدِّ سکندری ہے اور وہ آج تک موجود ہے۔ قیامت کے قریب یاجوج ماجوج سدِّ سکندری کو توڑ کر دنیا پر ٹوٹ پڑیں گے اور سارے دریاؤں کا پانی پی جائیں گے اور سارے درختوں کے پتے کھا جائیں گے۔

بورسٹل جیل میں عیدِ قربان

غریب وسادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسینؑ ابتدا ہے اسمٰعیل

آج مورخہ ۲۳ اپریل سنہ ۶۴ء کو بورسٹل جیل میں عید الاضحیٰ چوہدری نذیر احمد اختر صاحب سپرنٹنڈنٹ ۴ جیل کی نگرانی میں عزت و احترام سے منائی گئی تقریباً پندرہ سو قیدی نمازِ عید ادا کرنے کے لئے گراؤنڈ میں جمع ہوئے گزشتہ عید کی طرح اب کی مرتبہ بھی ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر مدیر "خدام الدین" تشریف لائے آپ نے نمازِ عید سے پہلے ایک ایمان افروز تقریر فرماتے ہوئے کہا کہ اسلام میں قربانی کو بہت اہمیت حاصل ہے اور نخلِ اسلام کی آبیاری میں قربانی و ایثار کو بڑا دخل ہے۔ اسلام سر تا سر قربانی ہی کا نام ہے یہاں تک کہ مسلمانوں کا سال قربانی سے ہی شروع ہوتا ہے اور قربانی پر ہی ختم ہوتا ہے۔ سال کے شروع میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی قربانی ہے اور آخر میں اسمٰعیل علیہ السلام کی اس کو اقبال نے یوں بیان کیا ہے ؎

غریب وسادہ و رنگین ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسینؓ ابتدا ہے اسمٰعیل

آپ نے کہا محض بھیڑ اور بکرے کی قربانی سے اصل مقصد پورا نہیں ہوتا اصل مقصد تو روحِ خلیل اور تقویٰ پیدا کرنا ہے ہمیں اپنے ذاتی مفادات پر دوسروں کے مفادات کو ترجیح دینا چاہیئے اور اعلیٰ مقاصد کی خاطر ادنیٰ چیزوں کو قربان کرنا چاہیئے۔ تاکہ ہم انسانیت کے دکھوں کا مداوا کر سکیں

آپ نے خاص طور پر قیدیوں کو ہدایت کی کہ اگرچہ ظاہری قربانی آپ پر فرض نہیں لیکن اگر آپ دوسروں کی خاطر اپنے ذاتی مفاد کو قربان کرنا سیکھیں۔ امن و آشتی اور محبت سے مل جل کر رہیں اور خدمتِ انسانیت کو شعار بنائیں تو یہ بھی قربانی ہوگی۔ آخر میں آپ نے دعا کی کہ خداوند عالم ہمیں سنتِ ابراہیمیؑ کو زندہ رکھنے کی توفیق بخشے اور ہمارے اندر ہر قسم کی قربانی کا جذبہ پیدا کرے تاکہ ہم بھی اسلام کی خاطر جان تک قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

آیئے! خداوند قدوس کے حضور جھک جائیں اس خداوند قدوس غفور الرحیم کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جائیں جس نے ابراہیمؑ کی دعا کو سنا جس نے اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کو قبول فرمایا جس نے وادی غیر ذی زرع کو رسالتِ کبریٰ کے انوار سے منور فرمایا اور جس کی نافرمانی کے باعث ہم قعرِ مذلت میں گرے ہوئے زندگی کے سانس گن رہے ہیں۔ یاد رکھو جو خدا ہم سے روٹھ کر اگر ہمیں زندگی کی تاریکیوں میں دھکیل سکتا ہے تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ہم سے راضی ہو کر ہم سے محبت کرنے لگے۔

اس کے بعد قاری عبد الحمید صاحب نے نمازِ عید پڑھائی اور خطبہ پڑھا اور اہل کشمیر اور جملہ مسلمانانِ عالم کے لئے دعا کی گئی۔ آخر میں افسران و قیدیان آپس میں بغلگیر ہوئے۔ قیدیوں کو کھانے کے لئے صبح حلوہ اور شام کو پلاؤ دیا گیا

فقط: محمد افضل سیکرٹری بزمِ ادب بورسٹل جیل لاہور

بقیہ: توکل علی اللہ ص۹ سے آگے

کو بھیک مانگنے والے فقیر وگدا سے کیا عناد ہو سکتا ہے کتا اس کو منع کرتا ہے اور سبق سکھاتا ہے کہ سوائے خدا کے مخلوق کے دروازے پر نہ جا اور اپنی حاجت اسی بے نیاز سے مانگ جو انسان اپنی قوت لایموت کے لئے بھی دوسروں کا دست نگر ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو تونگری استقامت یقین اور اعتماد کی دولت سے دور ہٹا دیتا ہے اور وہ دین ودنیا کے ہر میدان میں ذلیل ورُسوا ہوتا ہے۔

توکل کے بارے میں اولیائے کرام رح کے اقوال

(۱) جنید رحمۃ اللہ علیہ۔ توکل یہ ہے کہ بندہ ہمہ تن اپنے پروردگار کی عنایت وشفقت کی طرف متوجہ ہو اور دوسروں پر بھروسہ کرنا چھوڑ دے۔

(۲) بہلول مجنون رح سے کسی نے پوچھا کہ بندہ متوکل کب ہوتا ہے انہوں نے کہا کہ جب اس کا دل خلق اللہ سے منزلوں دور اور اللہ تعالیٰ سے بالکل قریب ہو جائے

(۳) ابو موسیٰ رح نے عبدالرحمٰن بن یحییٰ رح سے توکل کی کیفیت پوچھی تو انہوں نے کہا کہ اگر تم اژدھے کے منہ میں ہاتھ ڈالدو اور وہ کلائی تک اس میں اتر جائے تب بھی سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈرو۔

(۴) سہل ابن عبداللہ کا قول ہے کہ بندہ کا توکل اس وقت تک درست نہیں ہوتا جب تک اس کا یہ خیال نہ ہو جائے کہ اگر آسمان مثل تانبے کے ہو جائے اور زمین مثل لوہے کے بن جائے کہ نہ تو آسمان سے پانی برسے اور نہ زمین سے اناج پیدا ہو تو وہ یقین رکھے کہ خدا اس کو ہرگز نہ بھولے گا کیونکہ روزی اس نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔

۵۔ یحییٰ بن معاذ رح سے پوچھا گیا کہ آدمی کب متوکل ہوتا ہے انہوں نے کہا کہ جب وہ حق تعالیٰ کی وکالت پر راضی ہو جائے۔

۶۔ ابراہیم خواص رح نے کہا کہ توکل کی حقیقت یہ ہے کہ سوائے خدا کے دوسروں کی طرف سے خوف وامید دل سے نکل جائے۔

آپ سے روایت ہے کہ میں نے مکہ مکرمہ کے سفر میں ایک وحشی آدمی کو دیکھا اور اس کے پاس جاکر اس سے پوچھا کہ تم جن ہو یا انسان؟ اس نے کہا میں جن ہوں میں نے پوچھا کہاں جانے کا ارادہ ہے اس نے کہا مکہ مکرمہ کو۔ میں نے کہا [illegible] توشہ اور سواری نہیں ہے

اس نے کہا ہماری قوم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو توکل پر سفر کرتے ہیں۔ میں نے کہا توکل کیا چیز ہے اس نے جواب دیا خدا سے لینا"

(۷) حضرت ابراہیم خواص رح جنگل میں تن تنہا اور بے زاد راہ سفر کرتے تھے مگر ناخن گیر اور ڈول ورسی سب ساتھ رکھتے تھے کیونکہ یہ اسباب یقینی ہیں۔ ڈول اور رسی کے بغیر کوئیں سے پانی نہیں نکالا جاسکتا جنگل بیابان میں رسی کہاں اور کپڑا پھٹ جائے تو سوئی کے سوا اور کسی چیز سے سیا نہیں جاسکتا۔ ایسے اسباب کو ترک کرنا توکل نہیں ہے توکل یہ ہے کہ دل کا اعتماد خدا کے فضل پر ہو اسباب پر نہ ہو۔

بقیہ: مجلس ذکر ص۲ سے آگے

کے قدموں میں تھے لیکن آج وہی مسلمان ایک دوسرے کے دشمن وقاتل ہیں دھوکہ بازی بے ایمانی ان کا شیوہ بن گیا ہے والا ماشاء اللہ پیار و محبت اور الفت کا نام ونشان نہیں مسلمان روٹیاں کھا سکتے ہیں لیکن نماز کا اہتمام نہیں کر سکتے۔ اور پھر کہتے ہیں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے کی توفیق دے آخر یہ دعا کیوں نہیں کراتے کہ اللہ تعالیٰ روٹی کمانے کی توفیق دے۔ اصل بات یہ ہے کہ من حرامی حجتیں بسیار۔ نماز کی دعا جو کراتے ہیں آخر کیوں۔ وضو کرکے نماز پڑھنے نہیں کھڑے ہو جاتے۔ اب معاملہ یہ ہے کہ مستقل نافرمانی کی وجہ سے ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ ان حالات میں ہم پر فرض ہے۔ اپنا وقت اللہ کے ذکر میں صرف کریں۔ اسلامی طور وطریق کو اپنائیں۔ اس سے انشراح قلب حاصل ہوگا۔ اللہ کی رضا حاصل ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی کوتاہیوں کو پیش نظر رکھ کر اپنی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

بقیہ ص آٹھ مسئلے

پر پڑی۔ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (طلاق۔ ع ۱) اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل اور اعتماد کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اُس کے لئے کافی ہے۔ اس لئے میں نے" فقط اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کر لیا

یہ جواب سن کر حضرت شقیق رح بہت خوش ہوئے اور آپ نے فرمایا "حاتم! حق تعالیٰ شانہٗ تمہیں استقامت فرمائے۔ میں نے تورات، انجیل، زبور اور قرآن کریم کے علوم کو دیکھا اور سارے خیر کے کاموں کو ان ہی آٹھ مسائل کے اندر پایا۔ پس جو ان آٹھ مسائل پر عمل کرلے اُس نے گویا اللہ تعالیٰ کی چاروں کتابوں کے مضامین پر عمل کر لیا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق بخشیں اور بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی ہمت عطا فرمائیں۔ آمین!

چٹ پر سرخ نشان × چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔

بقیہ:- خطبہ جمعہ صفحہ ۶ سے آگے

تیسری شہادت

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذلیل و خوار ہو وہ شخص جو والدین کے یا ان میں سے ایک کے بڑھاپے میں موجود ہو اور ان کی خدمت کر کے بہشت میں داخل نہ ہو۔

چوتھی شہادت

ایک صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور جہاد پر جانے کی اجازت چاہی۔ آپ نے دریافت فرمایا "کیا تمہاری والدین زندہ ہیں؟" عرض کیا "یا رسول اللہ! زندہ ہیں۔" آپ نے فرمایا "جاؤ! اور ان کی خدمت کرو تمہارے لئے یہی جہاد ہے۔"

والدین ہی بہشت اور دوزخ ہیں

ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ والدین کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے آپ نے فرمایا والدین ہی تیرے لئے بہشت اور دوزخ ہیں اگر ان کی خدمت کرے گا تو بہشت میں جاوے گا اور اگر ان کی نافرمانی کرے گا تو دوزخ میں جاوے گا

خدا کی خوشنودی اور خدا کا غضب

ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور خدا کا غضب والدین کی ناخوشی میں ہے۔

غرض

حاصل یہ ہے کہ خداوند قدوس اور اس کے پیارے رسول جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد کو اپنے والدین کے سامنے گستاخی سے بات کرنے کی اجازت بھی نہیں دی اور بار بار والدین کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا ہے پس لازم ہے کہ انسان اپنے والدین کی خدمت اور تابعداری میں ہر وقت مستعد رہے اور تن من دھن سے ان کی خدمت کرے۔

غور فرمایئے! والدین کس محبت اور محنت سے اپنے بچوں کو پالتے ہیں اور اس وقت کو یاد کیجئے! جب آپ بچے تھے نفع نقصان نہ سوچ سکتے تھے، آپ کے والدین نے کس پیار سے آپ کو پالا، تعلیم دلوائی، شادی کرائی اور اپنے خون پسینے کی کمائی سے تمہیں حصہ دیا۔ اب آپ خود کمانے کے قابل ہوگئے ہیں تو اس مرحلہ پر پہنچ کر اگر آپ نے اپنے والدین کی خدمت نہ کی اور الٹا ان کو تکلیف دی تو آپ کس طرح خداوند قدوس کی بارگاہ میں سرفراز ہو سکتے ہیں اور کیسے امید رکھ سکتے ہیں کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن آپ کی شفاعت فرمائیں گے

یاد رکھئے! خدا کا قانون اٹل ہے جو وعدہ اس نے کیا ہے پورا ہوکر رہے گا۔ اگر آپ خدا اور رسول کی اطاعت کریں گے، ان کے احکام بجا لائیں گے بھول چوک اور غلطیاں ہو جانے کی صورت میں توبہ و استغفار کریں گے تو انشاء اللہ آخرت میں بھی سرخرو ہوں گے اور اس دنیا میں بھی خوش و خرم رہیں گے۔

میرے عزیز بھائیو اور نئی روشنی کے نونہال پھولو! اپنے والدین کی خدمت کیا کرو اگر تمہارے والدین افلاس و غربت کی وجہ سے تعلیم یافتہ نہیں ہیں، وہ عمدہ لباس نہیں پہنتے، کھدر پوش ہیں، سیدھے سادھے تو ان سے نفرت نہ کرو، ان کو تکلیف نہ دو، ان کا دل نہ دکھاؤ ورنہ دین و دنیا میں ذلیل ہوکر مروگے اور تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہوگا جو بہت برا ٹھکانہ ہے۔

یاد رکھو! والدین کی دعا عرش معلی کو ہلا دیتی ہے، ان کی بد دعا نہ لینا، ان کی دعا لینے کی کوشش کرنا اور ان کے نازک دلوں کو مجروح نہ کرنا۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال می آید

دیکھو! اپنی تعلیم، عہدہ، خوراک اور پوشاک پر مت اتراؤ یہ سب کچھ والدین ہی کی بدولت ہے۔ اگر والدین آپ کی پرورش نہ کرتے تو آپ کو یہ عروج حاصل نہ ہوتا۔ آج سے عہد کرلو کہ تم آئندہ والدین کی خدمت کروگے اور ان کی دعائیں لے کر خدا اور رسول کی بارگاہ میں سرخرو ہونے کی پوری کوشش کروگے۔

والدین کی خدمت میں گزارش

بزرگان محترم! آخر میں آپ حضرات کی خدمت میں گزارش کرنا ضروری خیال کرتا ہوں کہ آپ بھی اپنی ذمہ داریوں کو نبھائیں بچوں کو دینی تعلیم دلوائیں۔ اسلامی مدارس میں بھیجیں۔ قرآن و سنت کی تعلیمات سے آشنا کریں تاکہ وہ بڑے ہوکر بڑھاپے میں آپ کے دست و بازو بنیں۔ آپ کے قبر میں پہنچنے کے بعد آپ کا صدقہ جاریہ ہوں اور میدان محشر میں آپ ان کی وجہ سے سربلند ہوں۔ شیخ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اللہ جل شانہٗ نے انسان کی اولاد کو دل کے پھل سے تعبیر فرمایا ہے اور پھلوں میں اچھا پھل وہ ہوتا ہے جس کا رنگ خوشنما ہو، سونگھنے میں خوشبو دار ہو، کھانے میں خوش ذائقہ ہو اور آسانی سے ہضم ہوکر جزو بدن ہو جائے۔ اسی طرح آپ اپنے دل کے پھل کو ہمہ صفت موصوف بنائیں دنیاوی مفاد کی خاطر چاہے ان کو ڈاکٹر بنائیں، انجینیئر بنائیں، وکیل بنائیں، بیرسٹر بنائیں، پی ایچ ڈی بنائیں لیکن ساتھ ساتھ ان کو مسلمان بھی بنائیں۔ اگر آپ سچا اور کھرا مسلمان بنانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے نصاب تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک و مقدس و مطہر سے سنیئے۔

تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِہِمَا کِتَابُ اللّٰہِ وَسُنَّۃُ رَسُوْلِہٖ۔

"میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ جب تک ان دونوں کو مضبوط پکڑے رکھو گے تم ہرگز گمراہ نہیں ہوگے (وہ دو چیزیں کون سی ہیں) اللہ تعالےٰ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔"

اس حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ جب تک مسلمان قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتے رہیں گے اور اس پر عمل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ پیش نظر رکھیں گے اس وقت تک گمراہ نہیں ہوں گے

ہم عصری تعلیم کے مخالف نہیں لیکن اتنا ضرور کہیں گے کہ اس دنیاوی تعلیم کو کافی وافی نہ سمجھو۔ اگر اللہ کی بارگاہ میں مردود نہیں بلکہ مرحوم ہونا ہے تو ساتھ ساتھ دین بھی سیکھو اللہ کی بارگاہ میں دنیاوی تعلیم کام نہیں آئے گی یہ تعلیم ذریعۂ معاش تو ہے ذریعۂ نجات ہرگز نہیں

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

خدام الدین کا تازہ پرچہ

۱- ماڈرن بک ڈپو سیالکوٹ کینٹ بازار روڈ
۲- مکتبہ نعمانیہ اردو بازار چوک نیائیں گوجرانوالہ



مشتاق حسین بخاری

نام رسالہ :۔ "مرزائیت سے توبہ"
تصنیف :۔ ڈاکٹر عبداللہ خاں اختر
ناشران :۔ دفتر مرکز تبلیغ اسلام جتوئی ضلع مظفر گڑھ
قیمت ۵۰ پیسے صفحات ۵۰ عدد

زیر نظر رسالہ میں مصنف نے آپ بیتی بیان کی ہے طالب علمی میں انہوں نے قادیانی مبلغوں سے متاثر ہو کر مرزائیت قبول کر لی اور ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے قصر نبوت باطلہ کے بالکل قریب پہنچ گئے لیکن اللہ تعالےٰ نے ایمان کی چنگاری بجھنے نہ دی انہوں نے کاروبار رسالت باطلہ کو نزدیک سے دیکھا اور محسوس کیا کہ اللہ تعالےٰ کے دین کے نام پر نفس پرستی اور اسلام دشمنی کی ترویج ہو رہی ہے۔ قادیانیت کو ذاتی مشاہدہ اور تجربے میں لا کر انہوں نے اس سے توبہ کی اور باقی زندگی دین حق کے مبلغ بن گئے رسالہ میں مرزائیت کا ان کی تحریروں اور اعمال کی روشنی میں مکمل جائزہ لیا گیا ہے بیان دلچسپ ہے اور پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ کتابت و طباعت ناقص ہے پتہ نہیں ہمارے دینی ادارے اس طرف توجہ کیوں نہیں کرتے۔ بہر حال کتاب معلومات افزا ہے۔

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ کا ورود کیلیے۔ ضلع شیخوپورہ

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ ۱۸ مئی ۱۹۶۴ء بروز سوموار لاہور سے درس دینے کے بعد عازم چوہڑکانہ ہوں گے۔ وہاں سے بذریعہ ٹیکسی موضع کیلیے تشریف لے جائیں گے ظہر کے بعد مولانا محمد احمد صاحب (میاں علی والے) مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت اور ڈاکٹر مناظر حسین نظر ایڈیٹر خدام الدین تقاریر فرمائیں گے۔ عصر کے بعد بیعت کا سلسلہ ہو گا، نماز مغرب کے بعد مجلس ذکر ہو گی اور حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ کا خطاب ہو گا۔ عشاء کے بعد جلسہ ہو گا جس میں مولانا محمد احمد صاحب کا خطاب ہو گا۔ (ماسٹر) خوشی محمد موضع کیلیے ڈاک خانہ اجنیانوالہ ضلع شیخوپورہ۔

حکیم الاسلام کا ورود لاہور

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب مدظلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند فریضہ حج ادا کرنے کے بعد ۷ مئی کو کراچی۔ اور ۱۰ مئی کو لاہور پہنچ رہے ہیں لاہور میں آپ کا قیام کاشانہ قاسمی (۱۵۶) ملتان روڈ ٹیلیفون ۶۵۸۷۹ میں ہو گا۔

حاجی محمد شفیع صاحب قاسمی جیولرز لاہور

جامعہ حمیدیہ سرائے مغل

داخلہ شروع ہے

یہ جامعہ شہر سے دور پر فضا کھلی ہوا میں سرائے مغل کے مقام پر تین ایکڑ زمین کے رقبے میں قائم کی گئی ہے اس کے مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) نئی نسل کو مذہبی اقدار اور جدید ترین سائنٹیفک اور ٹیکنیکل تعلیم کے ذریعے سے قومی ترقی، ملکی استحکام اور اسلام کی سربلندی کے لئے تیار کرنا۔

(۲) طلبہ کی اخلاقی، ذہنی اور جسمانی تربیت، تجربہ کار اور دیندار اساتذہ کی نگرانی میں کرنا۔ اور

(۳) مسلمان بچوں کو دینی ماحول اور فرقہ وارانہ فضا سے محفوظ رکھ کر بلند ترین انسانی اصولوں کا علمبردار بنانا۔

اصول کار

جامعہ کی تمام سرگرمیاں قرآن و سنت کی تابع ہوں گی جن کے لئے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ (حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آنحضرت کے قریب ترین صحابہؓ) کا نمونہ اختیار کیا جائے گا۔

نصاب تعلیم

حکومت کا منظور کردہ نصاب تعلیم فارسی پانچویں جماعت سے۔ دستکاری اور عملی فنون پہلی جماعت سے۔ ذہین طلبا کے لئے اس نصاب کے ساتھ ہی حفظ قرآن حکیم کا بھی اہتمام موجود ہے۔ تعمیر سیرت کے لئے نظری اسلامی تعلیمات کے علاوہ عملی عبادات، اخلاق پر خصوصی زور دیا جائیگا۔

داخلہ

صرف پہلی، دوسری، تیسری جماعت کیلئے ہو گا۔ اور سر دست صرف ایک سو طالب علم لئے جائیں گے۔ درخواست ہائے کے داخلہ پر ان کی والدین کی تربیت سے غور کیا جائے گا۔ فیس داخلہ پانچ روپے، فیس تدریس (ٹیوشن کی فیس) دس روپے ماہوار اور اقامتی اخراجات جن میں خوراک، پانی، بجلی وغیرہ سب شامل ہیں پینتیس روپے ماہوار ہو گی حفظ قرآن کی کوئی فیس نہیں لی جائے گی۔ داخلہ ۱۰۔ مئی ۱۹۶۴ء تک ہو گا۔ ترسیل درخواست ہائے داخلہ اور مزید معلومات کے لئے خط و کتابت کا پتہ:۔

سیکرٹری ادارہ اصلاح و تبلیغ آسٹریلیا بلڈنگ نزد ریلوے سٹیشن لاہور

ٹیلیفون نمبر ۲۹۴۱

([illegible] پرنٹر و پبلشر [illegible] خدام الدین [illegible] لاہور سے شائع کیا)

بیدار ہو ۔ یہ مدہوشی کب تک رہے گی اور فرماتیں کہ آپ پر قسم ہے کہ رزق صرف حلال طریقے سے کمائیے اپنی ماں کی خدمت کیجئے ۔ رشتہ داروں کی خبر گیری کیجئے ، ورنہ اللہ آپ کو چھوڑ دے گا

کچھ وقت

اللہ کی نیک بندیوں کی خدمت میں

محمد یونس نگرامی

(۱)

محمد بن فضیل فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے فرمایا ۔ ایک خاتون معاذ عدویہ تھیں ان کا شمار اپنے وقت کی عبادت گزار خواتین میں تھا ۔ جب دن کی روشنی پوری دنیا کو منور کر دیتی تو یہ فرماتیں کہ یہی وہ دن جس کا مجھ کو انتظار تھا اور یہی وہ دن ہے جس میں اس دنیا سے سفر کروں گی ، یہ کہہ کر وہ اللہ کی بندی پورا دن عبادت میں گزار دیتی تھی اور جب شام آ جاتی اور تاریکی کا راج بڑھنے ... لگتا تو وہ فرماتیں ، شاید یہی وہ رات ہے جو میرے لئے مقدس ہے ، پھر وہ عبادت میں مشغول ہو جاتی تھیں ۔ حتیٰ کہ سپیدی سحر نمودار ہونے لگتی اور جب موسم سرما کی آمد آمد ہوتی تو وہ خاتون اپنا لباس بہت ہی ہلکا کر دیتی تھیں تاکہ سردی نیند کو روکے رہے ۔ (صفۃ الصفوہ ج ۴ ص ۲۳)

حکیم بن سنان کی روایت ہے کہ مجھ سے ایک خادمہ جو معاذ العدویہ کی خدمت کرتی تھیں ۔ بتایا کہ معاذ العدویہ ساری رات نماز پڑھتی رہتی تھیں لیکن جب ان پر نیند کا غلبہ ہوتا تو پورے گھر میں ٹہلتی رہتیں اور اپنے نفس کو مخاطب کر کے فرماتیں ”اے نفس نیند تو میرے سامنے ہے اور تیرا اس سے سابقہ پڑا تو خوب سو لینا ، خادمہ کا بیان ہے کہ معاذ العدویہ یہ فرماتی جاتیں اور آنکھوں سے آنسو جاری رہتے کہ صبح ہو جاتی ــــ

(۲)

عبداللہ بن عیسیٰ ... فرماتے ہیں میں ایک روز رابعہ عدویہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے چہرہ پر ایک خاص نورانی .. کیفیت محسوس کی ، خوف خدا سے ان کی آنکھیں نم تھیں ، ایک شخص نے ان کے سامنے قرآن مجید کی ایک ایسی آیت تلاوت کی جس میں عذاب آخرت کا تذکرہ تھا ، یہ سنتے ہی ان کی چیخ نکل گئی اور بے ہوش ہو گئیں ــــ

میں جب دوبارہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ ایک بوسیدہ بوریا پر بیٹھی تھیں ، ایک دوسرے شخص نے ان سے کسی ایسے موضوع پر بات کی جس کو میں نہ سمجھ سکا ، لیکن میرے کان بوریے پر آنسو برابر سنتے رہے

مسمع بن عاصم کی روایت ہے کہ ایک شخص نے ان کی خدمت میں چالیس دینار پیش کئے اور یہ کہا کہ آپ اس سے اپنی ضروریات پوری فرمایئے یہ سنتے ہی وہ رونے لگیں اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرمایا ”وہ خوب جانتا ہے کہ میں دنیا مانگتے ہوئے اس سے بھی شرماتی ہوں حالانکہ سب چیز اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے پھر کیسے ایک شخص سے کچھ بھی لوں جس کی کوئی حیثیت نہیں ہے

(۳)

عطاء بن مبارک کا بیان ہے کہ بصرہ میں ایک عبادت گزار خاتون تھیں جن کو لوگ بردہ کے نام سے پکارتے تھے جب رات ڈھلنے لگتی اور پوری دنیا نیند کی آغوش میں پہنچ جاتی تو وہ بستر چھوڑ کر اٹھ جاتیں اور فرماتیں ستارے ڈھلنے لگے ، ایک دوسرے کے چاہنے والے آپس میں مل رہے ہیں ۔ لیکن اے میرے محبوب میں تیری راہ میں بیٹھی ہوں ، تیری محبت کی روشنی میرے دل میں پھیل رہی ہے ، کیا اس پر تو مجھ کو عذاب دے گا درانحالیکہ تیری محبت میرے دل میں ہے ــ نہیں ۔ نہیں ۔ اے میرے محبوب ایسا نہ کر ۔ عطاء بن مبارک کہتے ہیں ان کی آواز میں کتنا درد ہوتا تھا ۔ ایک انتہاہ غم ــــ

(۴)

ابو جعفر سائح کی روایت ہے کہ ایک خاتون بہت ہی متبع شریعت تھیں ، ان کے دن و رات خدا کی عبادت میں صرف ہوتے وہ خاتون اپنے شوہر سے فرماتیں کب تک نیند کے مزے لیتے رہو گے ۔ غفلت سے

استغناء کی برکت

صغیر خاتون جون پور

حضرت رابعہ بصریہؒ پیدا ہونے کو تھیں اس رات ان کے گھر میں چراغ روشن کرنے کے لئے اور ناف پر ٹپکانے کے لئے تیل بھی نہ تھا اور نہ اتنا کپڑا تھا کہ وہ آپ کو اڑھا دیا جاتا ، آپ کے والدین کے ہاں آپ سے پہلے تین لڑکیاں اور موجود تھیں ، چوتھی آپ تھیں اس لئے آپ کا نام رابعہؒ بصریہ رکھا گیا ، غرضیکہ آپ کی والدہ نے آپ کے والد سے کہا کہ فلاں پڑوسی کے گھر سے تھوڑا سا تیل مانگ کر لاؤ ــ والد اسی پڑوسی کے گھر تیل لینے کے لئے گئے راستے میں خیال آیا کہ میں نے خدا سے عہد کر رکھا ہے کہ سوا تیرے اور کسی سے میں کبھی سوال نہ کروں گا بس آج یہ عہد ٹوٹتا ہے ۔ یہ سوچ کر کسی پڑوسی کے گھر تک نہ گئے بلکہ یونہی واپس چلے آئے اور بی بی سے کہا تیل نہیں ملا آخر صبر کر کے اسی اندھیرے میں والد صاحب سو گئے ۔ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ، چنانچہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے شخص غمگین مت ہو یہ لڑکی جو تیرے یہاں ہوئی ہے خدا کی مقبول اور برگزیدہ ہے اور اے شخص میری امت کے بہت سے لوگ اس کی سفارش سے قیامت کے روز بخشے جائیں گے غمگین نہ ہو ۔ بلکہ امیر بصرہ کے پاس جا اور ایک کاغذ پر لکھ کر دے جا کہ ہر روز رات کے وقت ۱۰۰ مرتبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے اور جمعہ کی رات کو ۴۰۰ مرتبہ درود خوانی کرتا ہے کیا وجہ ہے جو اس پچھلے جمعہ کو تو نے ہم پر درود نہیں بھیجا اور کیوں بھول گیا جس کے بدلے میں کفارے کے طور پر چار سو اشرفیاں اس مزدور کو دے

اس کے بعد اس مرد صالح کی آنکھ کھل گئی اور یہ روتے ہوئے اٹھے اور حضورؐ کے بتائے ہوئے مضمون کو ایک کاغذ پر

۸؍مئی ۱۹۶۴ء

۲۰

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

خدام الدین لاہور
چیف ایڈیٹر عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱/G مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

علم یا جہالت؟

اعلانِ جنگ

(۱) جو لوگ سود کھاتے ہیں قیامت کے دن وہ نہیں اٹھیں گے مگر جس طرح کہ وہ شخص اٹھتا ہے جس کے حواس جن نے لپٹ کر کھو دیئے ہوں یہ حالت ان کی اسلئے ہوگی کہ انہوں نے کہا تھا کہ تجارت بھی تو ایسی ہی ہے جیسے سود لینا، حالانکہ اللہ نے سوداگری کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے پھر جسے اپنے رب کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ باز آگیا تو جو پہلے لے چکا ہے وہ اسی کا رہا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور پھر جو کوئی سود لے وہی لوگ دوزخ والے ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے (سورۃ البقرہ آیت ع ۲۷۵)

(۲)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ باقی سود رہ گیا ہے اُسے چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو، اگر تم نے نہ چھوڑا تو اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے ــــ سورۃ البقرہ آیت ع ۲۷۹

(خاموش مبلغ)



لوگ قرآن پاک میں غور کیوں نہیں کرتے کیا اُن کے دِلوں پر تالے پڑے ہوتے ہیں